Regd No P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۰ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ حضور انور نے ۲۴ اپریل کو ٹائیفائیڈ کا ٹیکہ لگوایا۔ مورخہ ۲۵ اپریل کی رپورٹ مظہر ہے کہ ابھی ٹیکہ کا اثر ہے ویسے تمام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے متعلق اخبار الفضل کے ذریعہ معلوم ہوا تھا کہ آپ کو پانچ چھ روز بخار رہا۔ ۲۵ اپریل کی اطلاع مظہر ہے کہ اب بخار نہیں ہے گلے کی تکلیف میں بھی افاقہ ہے البتہ کھانسی ابھی چل آ رہی ہے۔ اور کمزوری بھی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

● مکرم یونس احمد صاحب اسلم کو تکلیف ابھی چل رہی ہے۔ گاہے گاہے تکلیف بڑھ جاتی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے اور ہمارے درویش بھائی کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

جلد ۱۷ | ۲ ہجرت ۱۳۴۷ ہش | ۳ صفر ۱۳۸۸ھ | ۲ مئی ۱۹۶۸ء | شمارہ ۱۸

تقریر جلسہ سالانہ قادیان

اسلامی تعلیم اس زمانہ میں نہ صرف قابلِ عمل بلکہ نہایت ضروری ہے

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۵)

زمین کی پیداوار اور ترقی

زمین کی پیداوار کے لیے پانی کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ پانی پر ہی زمین کی کاشت اور روئیدگی کا انحصار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(ا) انزل اللہ من السماء من ماءٍ فاحیا بہ الارض بعد موتہا (البقرہ ع ۱۹)

(ب) وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم (البقرہ ع ۳)

(ج) ھو الذی انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ نبات کل شیءٍ فاخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حبا متراکبا۔ (الانعام رکوع ۱۲)

(د) وجعلنا من الماء کل شیءٍ حی (الانبیاء ع ۳)

کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی کو نازل کرتا ہے اُس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے یعنی اُس کے ذریعہ سے ہر چیز کی روئیدگی پیدا کی ہے وہ پھل پیدا کرتا ہے جس سے تہ بہ تہ دانے نکلتے ہیں الغرض پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔ پس جو قوم اس آسمانی پانی کو محفوظ رکھنے اور کاشت میں اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتی ہے وہ زمین کی پیداوار میں ترقی کرتی ہے۔ چنانچہ اسی نقطۂ نگاہ سے حکومتیں ڈیم تیار کرواتی ہیں۔ نہریں کھدواتی ہیں تاکہ بنجر زمینوں کو آباد کیا جا سکے اور اُن کو قابلِ کاشت بنا کر اُن سے ملک کی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکے پس اسلام ہماری ہمت کو بلند کرتا ہے۔ اور زمین کی پیداوار کے سلسلہ میں ہمارے سامنے ایک بلند مطمح نظر رکھتا ہے کہ زمین میں طاقت ہے کہ وہ ایک ایکڑ میں ۲۰ سیر غلہ سے ۲۵۰ من غلہ پیدا کر سکے۔ کوشش اور ہمت اور سائنٹیفک ذرائع سے مدد لو۔ تو یقیناً خدا کی مدد سے تم غذائی مسئلہ کو حل کر لو گے۔

قحط اور راشن بندی

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ حکومت وقت کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کے لیے ضروریات زندگی مہیا کرے۔ لیکن اگر کسی وقت ملک میں قحط یا جنگ وغیرہ کی وجہ سے غیر معمولی حالات پیدا ہو جائیں۔ اور خوراک کے ذخیروں میں کمی آ جائے یہاں تک کہ قوم کے ایک حصہ کے پاس تو زائد خوراک موجود ہو اور دوسرے حصہ کے پاس اتنی ضرورت سے بھی کم ہو یا بالکل نہ ہو۔ اور لوگوں کی جانوں کو خطرہ ہو۔ تو اس قسم کے خاص حالات میں اسلام حکم دیتا ہے کہ پیداوار پر حکومت کنٹرول کرے۔ امیروں اور غریبوں کے ذخیروں کو اکٹھا کر کے سب کی ضرورت کے مطابق راشن بندی کر دی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کئی موقعوں پر اس قسم کے حالات پیدا ہوئے اور آپ نے ان غیر معمولی حالات میں نہ صرف اس قسم کے اشتمالی انتظام کی اجازت دی۔ بلکہ پسند فرمایا اور اس کی تاکید کی۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے۔

"خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی غزوۃٍ فاصابنا جہدٌ حتی ھممنا ان ننحر بعض ظہرنا فامرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجمعنا ازوادنا"

یعنی ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے۔ مگر راستہ میں ہمیں خوراک کی سخت کمی پیش آ گئی۔ حتیٰ کہ مجبور ہو کر ہم نے سواریوں کی کمی کے باوجود ارادہ کیا کہ خوراک کے لئے اپنی بعض سواریاں ذبح کر دیں۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سب لوگوں کے خوراک کے ذخیرے اکٹھے کر لئے جائیں اور آپ نے اس جمع شدہ ذخیرہ سے سب کو حسب ضرورت تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو او قل طعام عیالہم بالمدینۃ جمعوا ما کان عندہم فی ثوبٍ واحدٍ ثم اقتسموا بینہم فی اناءٍ واحدٍ بالسویۃ فہم منی وانا منہم"

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کا یہ طریق ہے کہ جب کبھی سفر یا جنگ میں ان کو خوراک کا توڑا پڑ جاتا ہے یا حضر کی حالت میں ہی مدینہ میں ان کے اہل و عیال کی خوراک میں کمی آ جاتی ہے تو ایسی صورت میں وہ سب لوگوں کی خوراک ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس جمع شدہ خوراک کو ایک ناپ کے مطابق سب لوگوں میں مساویانہ طریق پر بانٹ دیتے ہیں یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔

اس شاندار تعلیم سے ظاہر ہے کہ اگر ایک طرف اسلام نے انفرادیت کو زندہ رکھنے کے لیے ذاتی اموال اور ذاتی جائداد کو تسلیم کیا ہے تو دوسری طرف اجتماعیت کو زندہ رکھنے کے لئے ضرورت کی چیزوں کی اموال کے اشتمال کے علاوہ بعض حالات میں یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ خوراک کی استثنائی قلت کے زمانہ میں جب سوسائٹی کے ایک حصہ کی ہلاکت کا خطرہ ہو امیروں اور غریبوں کے ذخیروں کو اکٹھا کر کے سب میں حسب ضرورت مساویانہ طریق پر تقسیم کر دو۔ اور آج جو دوسری تعلیمیں دنیا میں حقیقی امن کی بنیاد رکھ رہی ہیں ... اور اسلام اسے راشن بندی ... جاری رکھتا ہے۔ (باقی)

مکرم صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲ مئی ۱۹۶۸ء

کامیاب زندگی

اسلامی معاشرہ میں افراد کے مقابلہ میں اجتماعیت کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے حتیٰ کہ اسلام کا اپنا بیان نام بھی اسی امتیازی شان کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنے اپنا سب کچھ دوسرے کے حوالہ کر دینے کے ہیں۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے اسی مفہوم کو نظم کرتے ہوئے کہا ہے کہ
فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
بحمد اللہ کہ آج کا مسلمان خاص طور پر کچھ کھاتا پیتا ہندوستانی مسلمان باوجود ایک نازک ترین دور سے گذرنے کے اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ملی مفاد کو وہ درجہ دینے کے لئے قطعاً تیار نہیں جس کا تقاضا ہے۔
مسلمانوں کی ایسی بے حسی اور ملی مفاد سے افسوسناک حد تک بے اعتنائی کا ذکر کرتے ہوئے "خسارہ کی زندگی" کے عنوان سے روزنامہ الجمعیۃ دہلی نے مورخہ ۱۹ اپریل کی اشاعت میں ایک فکر انگیز مقالہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ اس کا ایک حصہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں لکھا ہے:۔
"ایک طرف ہندوستان کے مسلمان فسادات کی وجہ سے بے چین ہیں اور ان پر تذبذب کی حالت طاری ہے دوسری طرف ان کی لاابالیت اور بے پروائی کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی زندگی کا رخ نہیں بدلتے۔ انسان اپنے حالات میں ڈھلتا ہے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کا پروگرام بناتا ہے مسلمان جن حالات سے گزر رہے ہیں ان کا اتنا بھی اثر نہیں کہ وہ جشن و دعوتوں اور فضول باتوں سے اپنا دامن بچائیں اگر دوا ہے آپ کو بنا نہیں سکتے تو اپنے آپ کو بگڑنے سے تو بچا سکتے ہیں۔ اگر فساد نے ان کا چین ختم کر دیا ہے تو اس کا نتیجہ یہ تو ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی خرابیوں سے بچتے اور اپنی حرکتوں سے دوسروں کو بچانا شروع کرتے۔ ان کی واجبی تبلیغ میں بھی کوئی فرق نہیں آیا ہے سینماؤں پر مسلمان مردوں اور عورتوں کا ہجوم دیکھ کر کون یقین کرے گا کہ انہوں نے حالات سے کوئی سبق لیا ہے یا ان کے دل پر کوئی چوٹ لگی ہے؟
اگر ہندوستانی مسلمان بیچ دو پیسے ہو کہ بھی کھا کر شستہ نہیں بن سکتے تو کیا یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو مغربیت بن کر دکھائیں؟ تعلیم حاصل کرنے والے مسلمان بچوں کے لئے کوئی مشترک فنڈ کھولنا تو ضروری نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ کوئی مسلمان اپنے بچے کی تقریب منائے اور دعوتی کارڈوں کے ساتھ سینما کے ٹکٹ بھی نتھی کر دے!
آپ اس پر حیرت نہ کیجئے۔ دہلی کے ایک مسلم گھرانے نے اپنی ضیافت اور مہمان نوازی کا ایسا ہی ثبوت مہیا کیا ہے اور جس کو دعوتی کارڈ بھیجے اسے سینما کے ٹکٹ سے بھی اعزاز بخشا ہے یعنی ہمارے یہاں آکر ضیافت میں بھی شرکت کرو اور ہماری طرف سے سینما بھی دیکھو! اگر آپ اس شخص سے درخواست کریں کہ مسلمانوں کے دس بچے ایم اے کے امتحان میں شریک ہونا چاہتے ہیں، لیکن ان کے پاس اتنی رقم نہیں کہ داخلہ کی فیس ادا کر سکیں۔ اس لئے اپنا روپیہ فضولیات میں خرچ مت کرو۔ ان مسلمان بچوں کی امداد کرو تاکہ وہ امتحان میں بیٹھ سکیں۔ تو اس شخص کی پیشانی پر شکن پڑ جائے گا۔
مسلمان لڑکیاں دور دراز کالجوں میں جاتی ہیں کیا متمول مسلمان ان کی آمد و رفت کے لئے چند گاڑیوں کا انتظام نہیں کر سکتے۔ یہ جو دور دراز سے ان کی درخواستیں آتی ہیں تو کیا بچے ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپیہ کی ٹوٹی گاڑی خرید کر قربانی کو منوانے آپ کو ہر جگہ مل جائیں گے مگر وہ یہ نہیں کر سکتے کہ مسلمان بچوں کو ٹائپ سکھانے کے لئے دو چار مشینیں خرید لیں اور بچوں کو مفت ٹائپ سکھا دیں؟ آپ ہندوؤں کے محلوں میں نکل جائیے وہاں آپ کو ایسی ڈسپنسری مل جائے گی جہاں مریضوں کا علاج مفت ہوتا ہے اور انہیں دوا مفت دی جاتی ہے۔ راجدھانی میں کوئی مسلمان محلہ ایسا نہیں جہاں مریضوں کو دوا مفت ملتی ہو اور علاج معالجہ کے لئے کوئی ڈسپنسری نظر آئے۔"

(الجمعیۃ دہلی ۱۹ اپریل)

بلاشبہ ہندوستانی مسلمانوں کے جس طبقہ کا ان سطور میں ذکر ہے ان کی ملی مفاد سے لاپرواہی اور بے حمیتی نہایت درجہ افسوسناک ہے۔ اس قسم کے لوگ صرف یہی نہیں کہ ملی مفاد کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ دوسروں سے کٹ کر بالآخر اپنی بربادی کے سامان بھی تیار کر رہے ہیں۔ مال اور دولت نے آج ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے وہ نہیں سمجھتے کہ ایک دوسرے کے تعاون اور باہمی ہمدردی کے ساتھ ہی قوت برقرار رہ سکتی ہے۔ دولتمند کی دولت میں کمزور طبقہ کا بڑا دخل ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہی ہے کہ مالدار کی عمارت اسی طبقہ کے ستونوں پر کھڑی ہے۔ اس لئے اس کا حق بہت ہی فائق ہے۔ جس سے صرف نظر کر لینا خود اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔
مسلمانوں کی اس حالت کے مقابلہ میں ہمارے مولا خدا تعالیٰ نے کے ان بے شمار احسانات اور ان گنت نعمتوں کو دیکھ کر امتنان اور شکر کے جذبات سے پُر ہو جاتے ہیں جو ہم احمدیوں کے شامل حال ہیں۔ ہماری جماعت اگرچہ تعداد میں دوسرے اسلامی فرقوں اور جماعتوں سے بہت کم ہے مگر خدا کے فضل سے اس برگزیدہ جماعت کے افراد میں اخوت اسلامی کا جیتا جاگتا نمونہ موجود ہے۔ ان کے نیک کمائی سے ان کا حصہ نکالتے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے دل کھول کر خرچ کرتے ہیں!!
غور کا مقام ہے کہ احمدی احباب کے دل میں کس چیز نے اس طرح کا احساس پیدا کر دیا۔ اور مال کی محبت ان کے بجائے اپنے غریب بھائیوں کی فکر سے کبھی غافل نہیں رہتے!!

دلوں سے کیوں سرد ہو گئی؟ اس کی اصل اور بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ ایک ایسے نظام میں منسلک ہیں جس نے ان کو انفرادیت سے نکال کر اجتماعیت کے وسیع تر دائرے میں لا کھڑا کیا ہے۔ ان کی نگاہیں دور دور تک پہنچنے لگی ہیں۔ ان کے سروں پر ایک ایسے شفیق وجود کا ہاتھ ہے۔ جو کنبہ میں بمنزلہ باپ کے ہے۔ مختلف طبقات میں تال میل رکھنے کے لئے یہی مقدس وجود نقطہ اتصال کا کام دیتا ہے۔
انسان کی کامیاب اور بامراد زندگی یہی ہے کہ وہ جیتے جی اپنے بنی نوع کے زیادہ سے زیادہ کام آسکے دنیا میں رہتے ہوئے انسان کچھ حقیقت نہیں رکھتا اسے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ کسی ایسے نظام میں شامل ہو جو اسے اس قابل بنا دے کہ بوقت ضرورت دوسرے اس کی مدد کریں اور دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچے۔
ہندوستانی مسلمانوں کے جس طبقے کا معاصر نے اپنے مقالہ میں ذکر کیا ہے۔ ان میں ملی مفاد سے بارہ میں سرد مہری محض اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ان کے دلوں میں دینی محبت نہ رہی۔ جو وہ بابرکت ذریعہ تھا جو ان کی زندگی کو خسارہ سے نکال کر حقیقی اور کامیابی کی شاہراہ پر لا سکتا تھا اس کے اثرات ڈھیلے پڑ گئے۔ دولت اور آسودہ حالی نے ان کی زندگی کے دھارے کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔
جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس کا نظام خالص روحانی اور دینی بنیادوں پر قائم ہے اور ساری جماعت ایک شیرازہ میں بندھی ہوئی ہے۔ جماعتی نظام ایک طرف افراد کو ہر قسم کی فضولیات سے روکتا ہے اور اس کی نگرانی کرتا ہے تو ساتھ کے ساتھ اس رنگ میں تربیت بھی کی جاتی ہے کہ افراد جماعت ملی مفاد کے لئے ہر قسم کی جانی اور مالی قربانیاں پیش کریں اور ایسا کرتے وقت ان کے دلوں میں روحانی سرور اور بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ جماعتی پروگراموں میں حصہ لینے والا ہر شخص اس یقین سے پر ہوتا ہے کہ میری یہ ادنیٰ سعی اور کوشش ثمر لانے لگی اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں کسی پہلو سے اپنے بھائیوں کے کام آیا۔ اسی پاک جذبہ میں انسان کی کامیاب زندگی کا راز مضمر ہے۔ کاش ہر مسلمان اس راز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرے تا اس کی زندگی بھی خسارہ سے نکل کر ایک کامیاب زندگی بن جائے!!

قرآن کریم نے بھی ایک کانووکیشن (یوم موعود) کا ذکر کیا ہے جبکہ انسانی اعمال کا نتیجہ ظاہر ہوگا

اس امتحان کے دس پرچے ہیں جو اس کے مکمل نصاب قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں

جامعہ نصرت ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم خطاب

ربوہ ۲۴ مارچ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے ہال میں جامعہ ربوہ کی تقریب تقسیم اسناد منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل ایمان افروز اور روح پرور خطاب فرمایا:-

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انگریزی کا ایک محاورہ ہے

یو لیو ٹو لرن (you live to learn) نئی نئی باتیں انسان ہمیشہ سیکھتا رہتا ہے۔ اس مختصر عرصہ میں جو مجھے اس ہال میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا میں نے یہ بات بھی سیکھی ہے کہ کبھی کبھی کانووکیشن (Convocation) کے موقعہ پر پرنسپل صاحبہ ایڈریس بھی پڑھ دیا کرتی ہیں حالانکہ عام طور پر اس کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ جو رپورٹ یہاں پڑھی گئی ہے یا میں امید رکھتا ہوں کہ پڑھی گئی ہوگی۔ اس وقت میں اس ہال میں موجود نہیں تھا لیکن چونکہ اس رپورٹ کی ایک نقل مجھے بھی بھجوا دی گئی تھی اس لئے میں پہلے اس کے متعلق کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں اور یہ جانتے ہوئے بھی اے عزیز بچیو کہ آج کا دن آپ کا دن ہے (یَوْمُکُنَّ الْمَوْعُوْدُ) میں یہ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔

پہلی بات

جس کے متعلق میں کہنا چاہتا ہوں وہ نتائج کے خوشکن ہونے کے متعلق ہے۔ نتائج خدا کے فضل سے بہت اچھے ہیں لیکن نتائج اس سے بھی اچھے ہو سکتے ہیں۔ عمل کے مختلف میدان ہیں بعض میدان عورتوں کے ہیں اور بعض میدان مردوں کے ہیں اور بعض میدان عورتوں اور مردوں کے سانجھے ہوتے ہیں۔ سانجھے میدانوں میں مسلمان عورت نے کبھی مرد کے مقابلہ میں شکست کا اعتراف نہیں کیا۔ شکست کھانا یا نہ کھانا اور بات ہے لیکن مسلمان عورت نے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ اور ہمیشہ عورتیں ایسے میدانوں میں مردوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی رہی ہیں۔ جیسا کہ ایک شاعرہ (جو عائشہ تیموریہ نام کی عرب میں گزری ہیں) کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے وہ کہتی ہیں

مَا عَاقَنِيْ خَجَلِيْ عَنِ الْعُلْيَا وَلَا
سَدْلُ الْخِمَارِ بِلِمَّتِيْ وَنِقَابِيْ
عَنْ طَيِّ مِضْمَارِ الرِّهَانِ إِذَا اشْتَكَتْ
صَعْبَ السِّبَاقِ مَطَامِحُ الرُّكَّابِ

کہ مجھ میں ایک مسلمان عورت کی حیا بھی موجود ہے اور ایک مسلمان عورت کی طرح میں پردہ بھی کرتی ہوں لیکن اس نقاب اور حیا نے مجھے اس بات سے روکا نہیں کہ میں ان میدانوں میں جو خدا نے عورتوں اور مردوں کے لئے سانجھے بنائے ہیں مردوں کا مقابلہ کروں اور ان سے آگے بڑھوں۔ جب بڑے بڑے سورما مرد مقابلہ کی سختی کا اظہار کر رہے ہوں۔ یہ ایک شاعرانہ خیال ہے کیونکہ شعروں میں اسی کا اظہار کیا گیا ہے لیکن حقیقتاً یہ ایک شاعرانہ خیال نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کے ہر ورق پر ایک واضح اور ظاہر حقیقت ہے۔

تاریخ کے ان اوراق پر

جو غور کرنے والے ان میدانوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مرد اور عورت میں سانجھے ہیں۔ آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ مردوں سے آگے بڑھ سکتی ہیں۔ بہت دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ یونیورسٹی بھر میں اس کالج کی ایک طالبہ لڑکوں سے آگے نکل گئی اور اس نے اول پوزیشن لی۔ پس ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ مردوں سے بھی اور دوسری مدمقابل لڑکیوں سے بھی آگے بڑھیں۔ اس جدوجہد کو قائم رکھنا اور اس احساس کو بیدار رکھنا بڑا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اچھے نتائج آپ کے لئے اور اس ادارہ کے لئے مبارک کرے اور آپ کے بعد آنے والی طالبات کو بھی توفیق دے کہ وہ آپ سے بھی زیادہ اچھے نمبر لیں اور اس ادارہ کو توفیق دے کہ اس سے بھی زیادہ اچھے نتائج نکالے۔

(۲) رپورٹ میں ایک فقرہ یہ لکھا گیا ہے کہ

"جامعہ نصرت کے سٹاف کی اکثریت محنتی ہے۔ ان کے کامل تعاون اور اشتراک عمل سے صحت مندانہ تعلیمی ماحول پرورش پا رہا ہے"

محض صحت مندانہ تعلیمی ماحول پرورش پانے کے لئے اس ادارہ کو قائم نہیں کیا گیا بلکہ اس کے علاوہ اس پر اور بھی کئی ذمہ داریاں ہیں اور اس کے سٹاف پر

بہت سی ذمہ داریاں ہیں

جہاں تک یونیورسٹی کے نتائج کا تعلق ہے اس ادارہ کا سٹاف صدر انجمن احمدیہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ یہ انہیں خوش بھی کر سکتا ہے اور ان سے بعض باتیں چھپا بھی سکتا ہے۔ لیکن کچھ ذمہ داریاں اس کے سٹاف پر ایسی بھی ہیں جن کی جواب دہی ان کو اپنے رب کے حضور کرنی پڑے گی۔ اس رب کے سامنے جس سے وہ چیز چھپا نہیں سکتیں اور جس کو غلط طریق پر خوش نہیں کر سکتیں۔ اور یہ ذمہ داری ایسی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور ذمہ داری ہو نہیں سکتی پس آپ نے اس ادارہ میں تعلیم پانے والیوں کی تعلیم ہی کا خیال نہیں رکھنا بلکہ ان کو حقیقی اور سچی مسلمان عورت بنانے کے لئے بھی کوشاں رہنا ہے۔ کیونکہ اس معاملہ میں آپ سے آپ کا رب سوال کرے گا اور اس کے سامنے آپ کو جوابدہ ہونا پڑے گا۔ خدا کرے کہ اس وقت بھی آپ سرخرو ہوں اور آپ کا رب آپ سے خوش رہے۔

ایک بات

ڈسپنسری کے متعلق

کی گئی ہے کہ یہاں موجود ہی نہیں۔ جسے دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ کیونکہ کالج کا ایک ضروری حصہ ڈسپنسری کا بھی ہے۔ اور میں سمجھ نہیں سکتا کہ آپ اس کے بغیر کیسے گذارہ کر رہی ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج میں میرا یہ تجربہ ہے کہ صحت کے اخراجات کے لئے جو فنڈ طلباء سے لی جاتی ہے وہ ادویہ وغیرہ کے خرچ کو پورا کر دیتی ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ آپ ہر طالبہ سے صحت کے اخراجات کے لئے [illegible] ماہوار نہ لیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ وہ ضرور لیتی ہوں گی۔ اس رقم میں سے جہاں تک دواؤں کا تعلق ہے تمام ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں اور پوری ہو جانی چاہئیں۔ ایک ڈسپنسری کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف انتظامیہ کو فوری توجہ دینی چاہیئے تا اکتوبر سے پہلے پہلے اس کا انتظام ہو جائے۔

مجلس دینیات

کا بھی رپورٹ میں ذکر تھا۔ اس سلسلہ میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج بنی نوع انسان کے دین کا جہاں تک تعلق ہے [illegible] قرآن کریم سے ہے اور قرآن کریم [illegible] چیز سے نہیں۔ اس وقت [illegible] قرآن کریم کی جو بہترین تفسیر ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کی کتب ہیں۔ اس لئے میں نے یہ سوچا کہ [illegible] کوشش [illegible] میں بھی کچھ [illegible] ہوں۔

پس میں اس وقت اپنی طرف سے [illegible] کرتا ہوں کہ آپ ہر سال علاوہ قرآن [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا بھی [illegible] کیا کریں۔ جو بچی کم سے کم معیار [illegible] اور وہ مقابلہ کرنے والیوں میں سے اول آئے۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ سب لڑکیاں اس میں شریک ہوں گی تو ایسی لڑکی کو

ایک سال کی فیس بطور انعام

معاف کیا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ توفیق دے کہ آپ قرآن کریم سے وہ محبت کرنے لگ جائیں جس کا قرآن کریم آپ سے تقاضا کر رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا آپ کے دل میں [illegible] شوق پیدا ہو جائے۔

ایک بات جس کا رپورٹ میں ذکر ہے وہ یوم والدین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سال میں دو بار یہ دن منانا چاہیئے۔ عام طور پر ماں باپ یہ بھول جاتے ہیں کہ بچوں اور

بچیوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری

ان پر ہے اور کالج یا مجلس خدام الاحمدیہ

اطفال الاحمدیہ یا لجنہ اماء اللہ والدین کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ان کو ان کی ذمہ واری سے سبکدوش نہیں کرتے لیکن عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جب ماں باپ اپنی بچیوں کو جامعہ نصرت میں داخل کر دیتے ہیں یا اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج میں داخل کر دیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

تربیت اولاد کے متعلق

ان کے کندھوں پر جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں ان سے وہ سبکدوش ہو گئے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس احساس کو بیدار رکھنے کے لئے کہ تربیت کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے ہر سال کم از کم دو بار یوم والدین منائیں اور طلباء اور طالبات کی ماؤں، باپوں یا سرپرستوں کو (جیسی بھی صورت ہو) علاوہ اس چیز کے بتانے کے کہ ہم کس رنگ میں تمہارے بچوں کی تربیت کر رہے ہیں یہ احساس بھی دلائیں کہ بچوں کی تربیت کی اصل ذمہ داری آپ کی ہے ہم آپ کے معاون اور خادم ہونے کی حیثیت سے ایک حد تک آپ کی

ذمہ داریاں نباہنے کی کوشش

کر رہے ہیں۔

میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ وہ والدین جو تعلیمی اداروں سے پورا تعاون کر رہے ہیں ان کے بچے صحیح رنگ میں تربیت حاصل کر رہے ہیں لیکن جو والدین اپنے بچوں کی خود بھی تربیت نہیں کرتے اور تعلیمی اداروں کی تربیت کو بھی پسند نہیں کرتے۔ اس صورت میں کبھی تعلیمی اداروں کو بچے اور بچیاں کی بہبود کے لئے سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ اس وقت ادارہ کے منتظم افسروں کا دل دکھ رہا ہوتا ہے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہوتی ہیں لیکن ایک ذمہ دار انسان بہرحال اپنی ذمہ داری کو نباہنے کی کوشش کرتا ہے۔ تعلیمی ادارے سے

والدین کے تعاون کا ایک بہت ہی اچھا نمونہ

جو میں نے دیکھا وہ آپ کو بتا دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک بچہ جو ہمارے کالج میں پڑھ رہا تھا وہ حافظ آباد (ضلع گوجرانوالہ) کی تحصیل کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ حافظ آباد کی تحصیل کے شیعوں کا سردار تھا۔ اس بچہ سے ایسی حرکت سرزد ہوئی جس کے نتیجہ میں تعلیمی ادارے عام طور پر ایسے بچوں کو رسٹی کیٹ (Rusticate) کر دیتے ہیں یعنی کالج سے نکال دیتے ہیں۔ ذاتی طور پر میں

اس کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس طرح بچے یا بچی کی عمر تباہ ہو جاتی ہے۔ مجبور ہو کر میں نے یہ طریق نکالا کہ اگر طالب علم اور اس کے والد خود رضامندی سے بدنی سزا قبول کریں تو کسی قدر جرمانہ کو یا فورسڈ مائیگریشن (Forced Migration) یعنی یہ حکم کہ اس کالج کو چھوڑ کر چلے جاؤ رسٹی کیشن (Rustication) کا قائم مقام بنایا جا سکتا تھا۔ یہ بچہ جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی تھی کہ عام دستور کے مطابق اُسے کالج سے نکال دینا چاہیئے تھا لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا میں نے اس کے والد کو بلایا اور اس کو کہا کہ اصل سزا تو اس بچہ کی رسٹی کیشن (Rustication) ہے لیکن میں وہ سزا نہیں دینا چاہتا اس لئے میں اس پر اتنا جرمانہ (میں نے ہیوی فائن Heavy Fine کیا تھا) کرتا ہوں اور اس کے ساتھ فورسڈ مائیگریشن (Forced Migration) اور چھ سوٹیاں۔ اور یہ سوٹیاں تم خود لگاؤ اور سارے کالج کے سامنے لگاؤ وہ شخص تحصیل کے شیعوں کا لیڈر تھا لیکن مالی لحاظ سے وہ کافی کمزور تھا

اس نے بڑی شرافت سے بات کی

اور کہا کہ جہاں تک جرمانہ کا سوال ہے آپ پوری تسلی کر لیں کہ میں اتنا بھاری جرمانہ ادا ہی نہیں کر سکتا لیکن جہاں تک سوٹیاں لگنے کا سوال ہے آپ اسی وقت حکم دیں اور کالج کے لڑکوں کو اکٹھا کریں میں اس کو سوٹیاں لگا دیتا ہوں۔ اگر اس لڑکے نے پڑھنا ہے تو اسی کالج میں پڑھنا ہے۔ اگر آپ اس کو کالج سے نکال دیں گے تو میں اسے اور کالج میں داخل نہیں کروں گا اور اس کی عمر تباہ ہو جائے گی آپ رسٹی کیشن (Rustication) سے اس لئے بچتے ہیں کہ اس کی عمر تباہ نہ ہو لیکن فورسڈ مائیگریشن (Forced Migration) سے بھی اس کی عمر تباہ ہو جائے گی کیونکہ میں اسے اور کسی کالج میں داخل نہیں کروں گا۔ میں نے دل میں کہا کہ اس کو آنہ ماننا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے اُسے کہا بہت اچھا۔ اور میں نے تمام کالج کو اکٹھا کر دیا اور اُسے کہا کہ وہ اپنے بچے کو سوٹیاں لگائے۔ ایک اور احمدی طالب علم بھی تھا جو اس بچہ کے گناہ اور غلطی میں شریک تھا میں نے اُسے اس اعلان کے ساتھ چھ سوٹیاں لگائیں کہ اس کا والد یہاں نہیں ہے اور میں بطور گارڈین اسے یہ سوٹیاں لگاتا ہوں۔ اس کے بعد میں وہاں

سے آگیا اور اس دوست کو کہا کہ وہ اپنے بچہ کو سارے کالج کے سامنے سوٹیاں لگائے چنانچہ اس نے اپنے بچہ کو چھ سوٹیاں لگائیں۔ وہ سوٹی بڑے زور سے لگاتا تھا اور ہر سوٹی پر یہ فقرہ کہتا تھا کہ "میں ایہہ الامہ نہیں لینا کہ چنے زور نال میاں صاحب نے سوٹیاں ماریاں نے اُس توں گھٹ زور نال میں سوٹیاں لگائیاں نے"۔ اس کے بعد وہ آگیا اور میں نے خیال کیا کہ یہ شخص کالج سے پورا تعاون کر رہا ہے۔ اس لئے اس کو ایک حد تک معاف کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اب اس کا بچہ ضائع نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس کے حالات کو دیکھتے ہوئے فورسڈ مائیگریشن (Forced Migration) واپس لی۔ میں نے سزا سے نکال دیا۔ اور جرمانہ جو غالباً ایک ہزار روپیہ تھا کم کر کے ایک سو کر دیا۔ اور وہ بھی ایک احمدی دوست نے ادا کر دیا تھا۔ بہرحال میں نے سمجھا کہ جو والد اس حد تک ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے اس کے بچے کو کالج سے نکالنا درست نہیں ہے۔ اور خدا کے فضل سے پھر وہ بچہ بڑا اچھا رہا اور اس سے آئندہ کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہوئی اور وہ یہاں سے کامیاب ہو کر گیا۔ پس جب تک اور جس حد تک والدین تعلیمی اداروں سے تعاون کرتے رہیں اسی وقت تک اور اس حد تک بچوں کی تربیت بھی صحیح ہوتی رہتی ہے ورنہ نہیں۔

پس

سال میں دو بار یوم والدین منایا جائے

علاوہ ان باتوں کے جو اس موقع پر ہوتی ہیں۔ والدین کو یہ احساس بھی دلایا جاتا رہے کہ تربیت کی اصل ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے یہ ذمہ داری ہماری نہیں ہمیں آپ اپنا معاون سمجھ لیں یا خادم سمجھ لیں یا جو مرضی ہے سمجھ لیں۔ لیکن تربیت کی اصل ذمہ داری آپ کی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں تا آپ کی بچیوں کی صحیح تربیت ہو اور آپ بھی ہمیشہ خوش رہیں اور ہمارے لئے بھی خوشی کا موقعہ پیدا ہو۔

میں نے شروع میں کہا تھا کہ آج کا دن کامیاب طالبات کا دن ہے اور یہ دن موعود دن ہے کیونکہ یونیورسٹی نے طلباء سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر وہ ٹھیک طرح سے پڑھائی کریں گی اور کم از کم امتحان میں پاس ہونے والے نمبر لیں گی تو انہیں پاس ہونے

کی ایک سند دی جائے گی۔ اور اس کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے گا۔ تو دیے عزیز بچیو! آپ کو آپ کا یہ دن بہت ہی مبارک ہو اور آپ کے لئے آئندہ کے لئے بے شمار اور غیر متناہی خوشیاں لانے والا ہو۔ اس موقع پر میں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ

قرآن کریم نے بھی ایک کانووکیشن (Convocation) کا ذکر کیا ہے

ایک یوم موعود کا اس نے ذکر کیا ہے اور اس یوم موعود کی بعض باتیں تو اس کانووکیشن (Convocation) کے ساتھ ملتی ہیں لیکن بعض باتیں اس سے مختلف بھی ہیں اور اصولی طور پر مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انبیاء میں فرماتا ہے۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ۔

(آیت ۱۰۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے کہ ہر شخص یا ہر قوم کے لئے وہ گھڑی یا وہ دن بڑی پریشانی کی گھڑی یا دن ہوتا ہے جس گھڑی یا جس دن اس کے کاموں کا نتیجہ نکلنا ہو اور یہ ایک حقیقت ہے۔ آپ امتحان دیتی ہیں۔ اس کے لئے کئی مہینے پڑھائی کرتی ہیں تا اچھا نتیجہ نکلے۔ اور جس دن نتیجہ نکلنا ہو آپ بہت پریشان اور گھبراہٹ میں ہوتی ہیں لیکن سب سے بڑی گھبراہٹ کا وہ دن ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ دن جب کسی کی محنت کے نتیجہ کا اعلان ہونا ہو بڑی پریشانی کا دن ہوتا ہے کئی طالبات اور طلباء اس دن منہ چھپائے پھرتے ہیں۔ کئی اپنے رول نمبر نہیں بتاتے۔ بہرحال اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ نتیجہ نکلنے کا دن اس ماحول میں۔ اس وقت میں۔ اس زمانہ کے لئے نہایت ہی پریشانی کا دن ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ اس انتہائی پریشانی کے دن جب ساری زندگی کے اعمال کا نتیجہ نکلے گا کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو کوئی غم نہیں پہنچے گا۔ اور اس دن فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم پا کر ان سے ملیں گے اور ان کو یہ کہیں گے کہ یہ تمہارا دن ہے یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

غرض جس طرح درسالہ تعلیمی محنت کا نتیجہ امتحان کے نتیجہ کی شکل میں نکلتا ہے۔ اور پھر اس پر سند دی جاتی ہے اسی طرح قرآن

کریم کی اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ

ہماری زندگی کے اعمال کا ایک دن نتیجہ نکلے گا

اور وہ دن اس شخص یا ان افراد یا اس قوم کے لئے کانووکیشن (Convocation) کی طرح اُن کا دن ہوگا۔" (یَوْمُکُمْ یہ تمہارا دن ہے) اور یہ وہ دن ہے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے اور جس دن پاس ہونے والوں کو فرشتے ملیں گے اور ان کو یہ بتائیں گے کہ آج تمہارا دن ہے۔ تمہارا نتیجہ اچھا نکل رہا ہے اور ہم تمہیں مبارکباد دیتے ہیں۔

اس یوم موعود پر، اس کانووکیشن پر تو ایک سند دی جاتی ہے قرآن کریم کہتا ہے کہ اُس دن ایک کتاب دی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ۔

(سورۃ الحاقہ)

چونکہ اس یوم موعود پر صرف پاس ہونے والیاں ہی جمع نہیں ہوں گی بلکہ پاس ہونے والے اور پاس ہونے والیاں۔ اسی طرح فیل ہونے والے اور فیل ہونے والیاں اس میدانِ کانووکیشن (Convocation) میں جمع ہوں گے اس لئے نتیجہ کے اظہار کے لئے قرآن کریم نے یہ قانون بتایا ہے کہ پاس ہونے والوں کو دائیں ہاتھ میں سند دی جائے گی اور فیل ہونے والوں کے بائیں ہاتھ میں سند دی جائے گی۔ اس کے ساتھ یہ اعلان بھی کیا جائے گا اور یہ احساس دلایا جائے گا کہ تمہیں محض سند نہیں بلکہ سند کے نتیجہ میں جو کچھ ملنا چاہیئے تھا وہ بھی تم کو مل گیا ہے۔ ہمارے کانووکیشن (Convocation) میں ایسا نہیں ہوتا۔

جیسا کہ میں ابھی بتاؤں گا کہ اس دنیوی یونیورسٹی کے کانووکیشن اور اس

یوم البعث کی کانووکیشن

میں بہت سے بنیادی اختلاف ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہاں صرف پاس ہونے والے اور پاس ہونے والیاں آتی ہیں! اور

سند لے کر چلی جاتی ہیں لیکن وہاں پاس ہونے والے اور پاس ہونے والیاں اور فیل ہونے والے اور فیل ہونے والیاں اکٹھی ہوتی ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہاں صرف سند ہی نہیں دی جاتی جو یہاں یونیورسٹیاں دیتی ہیں۔ دنیا کی یونیورسٹی سند دیتی ہے اور جو طالب علم فرسٹ ڈویژن میں آتے۔ ایک طرح اس کو یہ بھی کہتی ہے کہ تم اسباب کے مستحق ہو کہ اچھا سا اچھا جاب (علاوہ ازیں) اور کام تمہیں ملے لیکن وہ اس کی ذمہ دار نہیں ہوتی۔ لیکن اُس کانووکیشن (Convocation) کے موقع پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اس کا ذمہ دار ہوں وہاں ایک خالی سند یا ایک خالی کتاب آپ کے ہاتھ میں نہیں دی جائے گی بلکہ اس کے مقابلہ میں جس چیز کو بھی تمہیں ملنا چاہیئے تھا وہ تمہیں مل جائے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ملنے کے ساتھ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ کے الفاظ کہے ہیں کہ اب یہ شخص بڑی پسندیدہ زندگی کا دن دیکھے گا یعنی سند کے ساتھ ہی انعام شروع ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں پاس ہونے والے بعض احمدی بچے تنگ کرتے ہیں کہ سال ہو گیا ہے یا [illegible] سال ہو گئے ہیں کہ یونیورسٹی سے بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی یا ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی کی سند لی تھی یا کسی اور ادارے سے ہم پڑھے ہوئے تھے لیکن ہم ہر جگہ جاتے ہیں اور درخواستیں دیتے ہیں لیکن کوئی نوکری نہیں ملتی۔ لیکن وہاں سند بھی ملے گی اور ساتھ ہی جزا بھی ملے گی۔ تو یہ بڑا نمایاں اور بنیادی فرق ہے۔

پھر یہاں یہ ہے کہ گو بعض اوقات سند کے ساتھ جزا بھی مل جاتی ہے۔ چنانچہ بعض طلبا کا ابھی نتیجہ بھی نہیں نکلتا اور ان کو بڑی اچھی جاب (Job) مل جاتی ہے۔ لیکن اس کے مستقل ہونے کا کوئی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ بیچ میں رخنے آ جاتے ہیں۔

ہمارے ایک احمدی دوست

انگلستان سے انجنیئرنگ پاس کر کے آئے یہاں آتے ہی ان کو پندرہ سولہ سو کی نوکری مل گئی۔ جب دو سال تک پندرہ سولہ سو ماہوار خرچ کرنے کی عادت پڑ گئی تو ایک دن ان کی فرم نے ان کو بلایا اور کہا، آج سے آپ کو فارغ کیا جاتا ہے وہ بڑے پریشان ہو کر میرے پاس آئے میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ پر یہ ظلم ہوا ہے کہ آپ کو پندرہ سولہ سو ماہوار ملنے لگ

گیا تھا۔ ہمارے ملک میں آپ کی قابلیت کے آدمی کو عام طور پر سات آٹھ سو روپیہ ماہوار ملتا ہے اب اس وہم میں نہ رہنا کہ جب تک پندرہ سولہ سو کی نوکری نہیں ملے گی میں نوکری نہیں کروں گا بلکہ جو نوکری بھی ملے وہ کر لو۔ چند ماہ تک وہ پریشان رہے پھر ان کو ایک اچھی نوکری مل گئی۔ غرض ہماری یونیورسٹی سند تو دیتی ہے لیکن جاب کے مستقل ہونے کی ذمہ داری نہیں لیتی۔ لیکن وہاں کی کانووکیشن (Convocation) کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا انہیں ایسی جنتیں ملیں گی جن میں یہ نقص نہیں ہوگا کہ دو سال تک تو وہاں کا آرام ملا اور پھر پریشان کیا کہ ہم تمہیں یہاں سے نکال دیں گے۔ بلکہ

ابدی راحت کی جزا

وہاں دی جائے گی۔ دُنیا کی یونیورسٹیاں یہ راحت نہیں دے سکتیں اور نہ ہی دیتی ہیں۔

پھر ہماری یونیورسٹیوں میں نتیجہ نکالنے کا یہ اصول ہے کہ مثلاً آپ نے اکنامکس کے پرچے کے پانچ سوال حل کرنے تھے۔ ان میں سے تین سوال تو آپ نے ایسے حل کئے کہ ان میں سے ہر ایک پر فرسٹ ڈویژن کے نمبر مل گئے لیکن دو سوال آپ نے ایسے کئے کہ ان پر آپ کو نچلے درجہ کے یعنی تھرڈ ڈویژن کے نمبر ملے۔ اب دنیا کی یونیورسٹیوں میں آپ کے کمزور سوال آپ کی ڈویژن کو گرا دیتے ہیں لیکن وہاں جو نتیجہ نکلے گا اس میں بالکل متضاد اصول برتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ زمر میں فرماتا ہے

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (زمر ۳۵)

یعنی اُس کانووکیشن (Convocation) کے نتیجہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ اگر آپ نے دس پرچوں میں سے جن کا میں آگے ذکر کروں گا چھ پرچوں میں نہایت اعلیٰ نمبر لئے اور چار میں بالکل معمولی نمبر یعنی صرف پاس مارکس (Pass Marks) لئے تو آپ کا نتیجہ سب سے اچھے پیپر (Paper) کے مطابق بنا دیا جائے گا۔ یعنی اس دنیا میں کم نمبر ڈویژن کو گرا دیتے ہیں لیکن اس دنیا میں اُس

کانووکیشن (Convocation) کے موقع پر اچھے نمبر ڈویژن کو امپروو (Improve) کر دیں گے۔ اگرچہ بعض سوالات میں صرف پاس مارکس (Pass Marks) ہی لئے گئے تھے تو دونوں کانووکیشنز (Convocations) میں یہ بڑا بنیادی فرق ہے۔ غرض وہاں جزا بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ کے مطابق دی جاتی ہے۔

پھر

ایک بڑا فرق

ان دونوں کانووکیشنز (Convocations) میں یہ ہے کہ یہاں سند سے پہلے بہت سی پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ امتحان لیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ نکلنے میں دیر لگتی ہے اور بڑی پریشانیاں رہتی ہیں۔ طالبات کو پتہ نہیں ہوتا کہ نتیجہ کیا نکلے گا۔ پھر جب نتیجہ نکل آتا ہے اور وہ پاس ہوتی ہیں تو ان کے دل میں بڑا شوق پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں سند ملنی چاہیئے لیکن یونیورسٹی ان کی اس خواہش کا احترام نہیں کرتی بلکہ کئی ماہ کے بعد اس کانووکیشن (Convocation) کے انعقاد کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان تمام مراحل پر بہت سی پریشانیوں میں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن اس یوم موعود کا نتیجہ اس وقت نکلے گا جب امتحان ختم ہوگا اور سند (کتاب) اسی وقت دی جائے گی جب نتیجہ کا اعلان ہوگا اور عمل ختم ہوگا پھر نوکری کی تلاش کرنے کے لئے کوئی پریشانی نہیں ہوگی یا اپنا گھر بنانے کے لئے پریشانی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا بلکہ اسی وقت جزا شروع ہو جائے گی غرض بہت ہی پیاری ہے وہ کانووکیشن (Convocation) اور وہ یوم موعود جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ تم سے ایک دن کا وعدہ کیا گیا تھا اور یہ تمہارا موعود دن آج کا دن ہے۔ اور اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یعنی خدا تعالیٰ کے فرشتے بشارتیں دینے کے لئے تمہارے پاس آئے ہیں۔ پس جتنی محنت ان دو سالوں میں ایک طالبہ کو یونیورسٹی کا امتحان پاس کرنے کے لئے اور یونیورسٹی کا سند لینے کے لئے کرنی پڑتی ہے اس سے کہیں زیادہ محنت اس کانووکیشن (Convocation)

ہیں کامیاب ہو کر اس کی سند حاصل کرنے کے لئے کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُس کا اور اِس کا کوئی مقابلہ نہیں۔

جزاء میں زمین و آسمان کا فرق ہے

ایک طالب علم جو دنیا کی کسی یونیورسٹی میں فرسٹ آتا ہے اگر دو ہزار روپیہ کی نوکری بھی اس کو مل جائے اور وہ پینتیس سال نوکری کرے۔ تو اس کی ساری عمر کی کمائی سات لاکھ بیس ہزار بنتی ہے لیکن وہاں جو انعام ملے گا اس کی قیمت عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ہے۔ اس سارے آسمان اور زمین کا اندازہ کریں انسان ششدر اور حیران رہ جاتا ہے کہ ان کی کیا قیمت ہوگی۔ زمین میں جتنے جواہرات ہیں۔ ہیرے ہیں سونا اور چاندی اور دوسری دھاتیں ان کی ٹوٹل والیواشن (Total valuation) ہمارے دماغ کے لئے ممکن ہی نہیں۔ پھر صرف یہ زمین ہی نہیں بلکہ ساری زمینیں آسمان اور ان میں جو سب کچھ ہے وہ اس میں شامل ہے۔ ان سب کی جو قیمت بنتی ہے اتنی قیمت اس جنت کی ہے جو

اگر آپ کامیاب ہوں

(اور خدا کرے کہ آپ کامیاب ہوں) تو آپ کو بطور ایک کامیاب انسان کے اس سند اور اس کتاب کی جزا کے ملے گی یعنی آپ کامیاب ہوں گے تو وہ جنت آپ کو مل جائے گی۔ پھر دو ہزار روپے ماہوار نہیں چار ہزار روپے بھی مل جائے تو ساری عمر کی کمائی چودہ لاکھ چالیس ہزار روپے بنتی ہے اور اگر آٹھ ہزار روپے ماہوار بھی تنخواہ مل جائے تو ساری عمر کی کمائی اٹھائیس لاکھ اسی ہزار روپے بنتی ہے اور اگر سولہ ہزار ...... روپیہ ماہوار اس نے کمایا ہے۔ مثلاً وہ ڈاکٹر ہے اور اس کی پریکٹس اچھی چلتی ہے۔ تو ساری عمر کی کمائی ستاون لاکھ ساٹھ ہزار بنتی ہے اور اگر تیس سال سے زیادہ کمائی کرے اور یہ آمد ایک کروڑ روپیہ بھی ہو جائے ...... تو گویا یہ ایک کروڑ روپیہ کی رقم اور کجا وہ قیمت جو زمین و آسمان کی لگائی جائے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ بہرحال وہاں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ جس دن نتیجہ نکلے گا اسی دن کتاب (سند) ملے گی اور اسی دن جزا شروع ہو جائے گی اور پھر بیچ میں کوئی رخنہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہو گیا۔ اس کے فرشتوں کی دعائیں اور بشارتیں مل گئیں۔ پھر اس دنیا میں تو کامیاب سے کامیاب آدمی کے لئے بھی یہ فقرہ نہیں بولا جا سکتا کہ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ کہ جو دل میں آیا وہ مل گیا۔ اس سے بڑی جزا اس سے بڑا انعام دنیا سے بڑا ثمر اور اس سے اچھا یوم موعود ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اس کے لئے ہمیں بہت زیادہ کوشش اور جدوجہد کرنی چاہیئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ اس امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے کتنے پرچے ہیں اور کون کون سے ہیں۔ قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس امتحان کے لئے اللہ تعالیٰ نے دس پرچے مقرر کئے ہیں اور بہترین نقد ثواب مقرر کیا ہے۔ چونکہ اب کافی دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے مختصر الفاظ میں ان کا ذکر کروں گا۔

پہلا پرچہ ہے نفس کی قربانی

یعنی اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر اپنی گردن رکھ دینا اور اس کی رضا، اور قضاء و قدر کو دلی بشاشت سے قبول کرنا یہ ایک خاص روحانی ذہنیت پیدا کرنے کا پرچہ ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں لڑکی ہر وقت مطالعہ میں مشغول رہتی ہے اس کا دھیان ادھر اُدھر نہیں جاتا۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرا امتحان ہے اس کا ایک پرچہ یہ ہے کہ تمہاری ذہنیت روحانی طور پر کیسی ہو اور میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ تم یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرو کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکے رہو اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کے فیصلوں کو قبول کرتے وقت دلی بشاشت کا اظہار کرو۔ یہ ہے پرچہ نمبر ۱۔ اگر اسے ایک لفظ میں ظاہر کرنا ہو تو اس کا نام ہے "اسلام" اسلام کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اور دوسری کتب میں بھی لیکن اسلام کے ایک ایسے معنے ہیں جو ایمان سے بھی ارفع اور اعلیٰ ہیں اور یہی معنے یہاں مراد ہیں۔

دوسرا پرچہ ہے

زبان کا اقرار، دل کا اعتقاد اور عملی زندگی میں صدق و صفا اور وفا کا ثبوت دینا دوسرا پرچہ ہے۔ اس کا نام ہے ایمان۔ پہلا پرچہ ذہنیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور یہ پرچہ اقرار اور اس اقرار کو عملی زندگی میں ثابت کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔

تیسرا پرچہ ہے

اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت ایسے رنگ میں کہ اس کی عظمت اور ہیبت دل پر طاری ہو اور اپنی پستی اور تواضع کا احساس زندہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت جب دل پر جلوہ گر ہوتی ہے وہ اس کا اپنا کچھ باقی نہیں چھوڑتی اور یہ احساس پوری طرح زندہ اور بیدار کر دیتی ہے کہ وہ اپنی ذات میں لاشئی محض ہے۔ نیستی کا لبادہ وہ پہنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کے گن گاتے ہوئے زندگی کے دن گذارتا ہے۔

اس پرچہ کے آگے کئی چیپٹر (Chapter) ہیں۔ اس پرچہ میں یہ بھی آتا ہے کہ یہ رنگ کامل اطاعت کا پیدا نہیں ہو سکتا جب تک آخرت کا خوف نہ ہو یعنی جب تک اس یقین پر انسان قائم نہ ہو کہ کوئی امتحان ہونا ہے۔ جب اس دنیا میں یونیورسٹی یہ اعلان کرے کہ بعض ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ بی۔ اے کا امتحان کن تاریخوں میں ہوگا۔ تو بہت سے طالب علم سست ہو جائیں گے۔ اسی طرح جس کو یہ یقین کامل نہ ہو (یقین ناقص ہو یا بالکل یقین نہ ہو) کہ آخرت حق ہے اور ہمیں ایک دن اپنے رب کے حضور جواب دِہ ہونا ہے۔ ایک یوم موعود ہے جس کی حاضری لازمی ہے۔ اور اس دن دو قسم کی کتابیں دی جائیں گی۔ ایک داہنے ہاتھ میں اور ایک بائیں ہاتھ میں۔ اور پھر جس کو یہ یقین نہ ہو کہ اس دن ملائکہ بشارت دیں گے یا اللہ تعالیٰ کے قہر کے جہنم میں لے جائیں گے تو وہ تیاری نہیں کرے گا۔ پس اس پرچہ یعنی کامل اطاعت کے لئے ضروری ہے کہ آخرت پر ایمان کامل ہو اور اس دن کا خوف اس کے دل میں رہے۔ لیکن محض خوف بعض دفعہ ناامیدی پیدا کر کے انسان کو مایوسی کا منہ دکھاتا اور اس کو بالکل نکما کر دیتا ہے اور وہ کوشش نہیں کرتا۔ اس لئے اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی بڑی امید دلائی ہے۔ اگر دو چیزیں سامنے ہوں۔ خوف اور رب کریم کی رحمت کی امید تو کامل اطاعت کی طرف انسان متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کے لئے بڑی دعائیں کرنی پڑتی ہیں۔

چوتھا پرچہ

تین حصوں پر منقسم ہے زبان حق گو۔ دل حق پرست اور جوارح عمل سے حق پر صداقت کی مہر لگانے والے۔ حق سے دُور ہونا اللہ (جو رب العلمین ہے) سے دور ہونے کے مترادف ہے اور یہ جوہر تکونا ہے اس ہیرے کے تین اینگل (Angle) ہیں تین زاویئے ہیں ایک کا زبان سے تعلق ہے دوسرے کا دل سے اور تیسرے کا جوارح یعنی اعضاء عمل کرنے کی جو طاقتیں اور قوتیں دی گئی ہیں) سے

پانچواں پرچہ ہے

صبر سے کام لینا۔ یعنی جن چیزوں سے روکا جائے ان چیزوں سے رک جانا اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے نفسانی خواہشات کو دبائے رکھنا نیز رازوں کو افشا نہ کرنا۔ راز افشا کرنے سے اس دنیا کے معاشرہ میں بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً آپ کو آپ کی کوئی سہیلی اپنے اعتماد میں لے کر اپنی راز کی کوئی بات بتاتی ہے اور آپ اسے عام کر دیتی ہیں۔ مثلاً وہ آپ کو یہی بات بتا دیتی ہے کہ میری والدہ یا میرے والد کا خط آیا ہے کہ تم بی۔ اے پاس کر کے جب گھر آؤ گی تو ہم تمہاری شادی کا انتظام کر دیں گے اور یہ کوئی بُری بات نہیں لیکن عورت میں اللہ تعالیٰ نے حیا کا مادہ رکھا ہے۔ اگر وہ کسی سہیلی کو یہ راز بتا دیتی ہے۔ اور وہ اسے عام کر دیتی ہے تو تمام لڑکیاں اسے چھیڑنا شروع کر دیتی ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گی تو نمبر کٹ گئے آپ کے۔

پھر صبر سے کام لینے میں ہی یہ بات بھی آتی ہے کہ شیطانی حملوں کا شجاعت اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور اس میں یہ بات بھی آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آزمائش کی خاطر اور امتحان کے لئے مصائب نازل کرے تو اس وقت جزع فزع نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا۔

چھٹا پرچہ ہے

عاجزانہ راہوں کا اختیار کرنا۔ یہ بھی بڑا اہم پرچہ ہے (ویسے دیکھیں تو سارے ہی پرچے بڑے اہم ہیں) یعنی رقت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور روح کے انکسار اور ایک قسم کے خوف کی حالت اپنے پر وارد کر کے خدائے عزوجل کی طرف دل کو لگانا یعنی عاجزی خالی نہیں بلکہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنا۔ ایک شخص جو صرف عاجزی اختیار کرتا ہے وہ عاجز آ جاتا ہے اور یہ

بہت بڑی بات ہے لیکن کوشش اور تدبیر پوری کرنا اور پھر یہ سمجھنا کہ میرے اندر کوئی طاقت نہیں جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یونیورسٹی کا کوئی امتحان ہو یا دنیا کی کوئی اور کوشش ہو۔

ساتواں پرچہ ہے

حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا اور رب کی خاطر صدقہ و خیرات کی طرف توجہ دینا۔

آٹھواں پرچہ ہے

اللہ تعالےٰ کے حکم سے جائز چیزوں سے بھی رُکے رہنا یعنی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے استعمال کرنے کی اللہ تعالےٰ نے اجازت دی ہے۔ وہ مباح ہیں۔ حلال ہیں لیکن بعض مواقع پر بعض کے لئے اگر وہ طیب چیزیں ہیں اور عام حالات میں خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ وہ میں نے آپ کے لئے حلال قرار دی ہیں) اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ تم انہیں استعمال نہ کرو۔ یہ بتانے کے لئے اور یہ احساس پیدا کرنے کے لئے کہ تم حلال چیزوں کو بھی استعمال کرتے ہو تو کسی حق کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ مثلاً میں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ بہترین گندم کا پکا ہوا نان ہے۔ لیکن تم یہ نہ کھاؤ۔ حالانکہ بہترین گندم کا پکا ہوا نان ہر وقت کھانا جائز ہے۔ لیکن ایک وقت میں اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ گو یہ نان جس گندم سے پکا ہے وہ گندم کی قسموں میں سے بہترین قسم ہے۔ پھر یہ مشینوں میں پسے ہوئے آٹا کا بنا ہے اور وہ آٹا آٹے کے لحاظ سے بہترین ہے۔ پھر جن ہاتھوں نے اس آٹا کو گوندھا ہے وہ بہترین ہاتھ ہیں۔ اور ان ہاتھوں نے ذکر الٰہی کرتے ہوئے آٹا گوندھا ہے۔ پھر یہ نان اس لحاظ سے بہت ہی اچھا ہے کہ جن ہاتھوں نے اسے پکایا ہے انہوں نے خدا تعالےٰ کی حمد کرتے ہوئے اس کو پکایا ہے۔ غرض اس میں ساری خوبیاں ہیں۔ لیکن میرا حکم ہے کہ اسے نہ کھاؤ۔ میں نے عارضی طور پر اسے تم سے چھین لیا ہے تو باوجود اس کے کہ بہترین نان ہے وہ۔ خدا کے ایک بندے اور ایک بندی کا یہ فرض ہے کہ کہ جب ان جائز چیز سے بھی خدا انہیں روکے تو وہ رُک جائے۔ پھر مثلاً پینے کا پانی ہے گو وہ بڑا اچھا پانی ہے گلے سے بآسانی اتر جاتا ہے اور میٹھا ہے صحت کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔ پھر وہ بہترین چشمہ یا بہترین نہر کا پانی ہے۔ لیکن ایک وقت خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ میں ساری عمر تمہیں پانی پینے کی اجازت دیتا ہوں لیکن اس وقت۔ میں کہتا ہوں کہ تم یہ پانی نہ پیو تا تمہارے دل میں یہ احساس قائم رہے کہ جب ہم پانی پی رہے تھے اُس وقت بھی ہم کسی حق کی وجہ سے نہیں پی رہے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کی اجازت سے پی رہے تھے ایک وقت میں خدا کے ایک بزرگ نے ایک فوج کو ایک خاص نہر سے پانی پینے سے منع کر دیا تھا۔ اب پانی حرام تو نہیں تھا۔ نہ وہ دن ان کے سے روزوں کے دن تھے۔ لیکن ان سے ایک امتحان لیا گیا تھا جس میں بعض کامیاب ہوئے اور بعض ناکام ہوئے۔ پس اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ تمہارے دلوں میں یہ احساس زندہ ہو اور قائم رہے کہ جو جائز کام بھی تم کرتے ہو وہ میری اجازت سے اور میرے منشا کے ماتحت کرتے ہو اور اس لئے جب تمہیں بعض چیزوں سے روکا جائے تو تم رُک جاتے ہو۔ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو پھر تم اس خوشخبری کو بھی سن لو کہ تمہارا انعام میں ہوں اور میں تمہیں مل جاؤں گا۔ میرے ساتھ تمہارا زندہ تعلق قائم ہو جائے گا۔ اور دیدار الٰہی کی نعمت سے تم حصہ پاؤ گے۔

نواں پرچہ

اس نصاب کا اپنی عصمت اور عفت کی حفاظت کرنا ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ جتنے بھی حواس اور طاقتیں ہیں ان کو غلط استعمال سے بچائے رکھنا تا انسان اپنے ربِ کریم کی نگاہ میں ذلیل نہ ٹھہرے

دسواں پرچہ

یہ ہے کہ اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو یادِ الٰہی میں گزارنا (یہ ذکر کا پرچہ ہے) اور ذکر عرفان اور بصیرت سے کرنا علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالےٰ کو ہر عیب سے پاک سمجھتے ہوئے۔ اور یقین رکھتے ہوئے اس کی تسبیح کرنا اور اسے تمام صفاتِ حسنہ سے متصف یقین کرتے ہوئے اپنے عمل اور قویٰ سے اس کے احکام کی تعمیل کرنا۔

یہ پرچہ مشکل بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ آسان اس لئے کہ اس کی وجہ سے انسان دنیوی کاروبار سے رُکتا نہیں۔ انسان اس دنیوی عارضی زندگی میں بھی بہت سے کام کرتا ہے۔ اور اُسے کرنے پڑتے ہیں۔ ان کا مول کے کرنے کے نتیجہ میں وہ اس ذلیل زندگی کو ذلت پر پہنچاتا ہے یا اس ذلت کو دور کر کے وہ اپنی عزت کی زندگی بنا لیتا ہے۔ بہرحال کئی قسم کے کام ہیں جو اسے کرنے پڑتے ہیں۔ یہ کام کرتے ہوئے (الا ماشاء اللہ بعض استثناء بھی ہیں۔ ان استثنائی باتوں کو چھوڑ کر) آپ ذکرِ خدا میں مشغول رہ سکتے ہیں سوتے وقت بھی اگر بیداری کی اختیار

خدا کی تحمید اور تسبیح

پر ہو تو خدا کہتا ہے کہ تمہارا سونا بھی اسی رنگ میں شمار ہو جائے گا کہ گویا تم اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے سونے کے لمحات کو گذارتے ہو۔ غرض چونکہ ذکر الٰہی اس دنیوی زندگی کے کاموں میں روک نہیں اس لئے یہ بہت زیادہ آسان ہے لیکن یہ دنیا انسان کے دل میں بعض نامعقول بعض بے ہودہ بعض غلط بعض لایعنی خواہشات اور جذبات پیدا کر دیتی ہے اور انسان ان کے متعلق سوچنے لگ جاتا ہے یا باتیں کرنے لگ جاتا ہے اور بعض باتوں پر شکست کا اظہار کرتا ہے اور ذکر الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً والی بال ہے یہ ایک کھیل ہے جو تم کھیلتی ہو۔ اب والی بال کھیلنا صحت کے لئے ضروری ہے۔ اور ورزش ضرور کرنی چاہیئے اور باقاعدگی کے ساتھ روزانہ کرنی چاہیئے لیکن والی بال کے میدان میں اگر آپ کوشش کریں تو یہ بھی کر سکتی ہیں کہ بال کو ہاتھ لگاتے وقت بھی آپ سبحان اللہ کہیں۔ اگر آپ اس طرح کریں تو بال اسی طرف جائے گا جس طرف آپ اُسے پھینکنا چاہتی ہیں۔ آپ سروس کرتے وقت سبحان اللہ کہہ کر بال پھینکیں تو بال کی اُڑان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن آپ کے ثواب میں بڑا فرق پڑ جائے گا۔ پھر بال کو ریسیو (Receive) کرتے ہوئے بھی آپ ذکر الٰہی میں مشغول رہ سکتی ہیں۔ پھر کھیل کے بعد اگر آپ (جیسا کہ بعض کو یہ عادت ہوتی ہے اور میرا خود مشاہدہ ہے) عصر اور مغرب کے درمیان جو کھیل کھیلی گئی تھی اس کے متعلق باتیں کرتی رہیں تو آپ اپنے ثواب کو ضائع کر لیں گی۔ اس قسم کے جذبات اور شوق اور خیالات ذکرِ الٰہی میں مخل ہو جاتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ پرچہ بڑا مشکل ہے لیکن جو شخص اس دنیا میں اپنے توازن کو قائم رکھتا ہے اس کے لئے یہ مشکل نہیں بڑا آسان ہے اور حقیقت کے ثواب کے حصول کا طریق ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کہا تم کام بیشک کرتے رہو مگر مجھے نہ بھولنا اس کا میں تمہیں ثواب دے دوں گا۔

پس

یہ دس پرچے ہیں

جن میں پاس ہونے کے لئے انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے وعدہ دیا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی یا دوسری یونیورسٹیوں کی طرح نتیجہ کمزور جوابات کے معیار پر نہیں ہوگا۔ یعنی جو سوالات تم کمزور کر دو گے وہ تمہاری ڈویژن کو کمزور نہیں کریں گے بلکہ جو سوال تم اچھے کر دو گے وہ تمہاری ڈویژن کو او نچا کر دیں گے۔ پس یہ بڑی نعمت ہے۔ بڑی عطا ہے خدا تعالےٰ کی۔

غرض یہ دس پرچے ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ سلیبس ہے اور اس کے لئے کتاب کونسی پڑھنی ہے؟ قرآن کریم یعنی ان دس پرچوں کا نصاب ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے متعلق ہمیں بتایا ہے کہ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

یہ ایک کامل نصاب ہے

جو تمہارے ہاتھ میں دیا گیا ہے ایک اکمل ہدایت نامہ ہے جو قیامت تک تمہارے کام آنے والا ہے۔ اس میں تمام وہ باتیں نصاب کے متعلق پائی جاتی ہیں جن کا ذکر ان دس پرچوں میں کیا گیا ہے اور متقی کے یہ معنے ہیں۔ جو گناہ اور معصیت سے اس لئے بچتا ہے کہ کہیں اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو جائے اس لئے اگر تم یہ چاہتی ہو کہ جب اس کانووکیشن (Convocation) کا وقت آئے تو اے عزیز بچیو! خدا کرے کہ اس وقت تمہیں اپنے اقوال یا افعال کی وجہ سے اپنے رب کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ اس کانووکیشن (Convocation) کے دن، اس موعود دن جو شخص کامیاب ہونا چاہے اس کو ہم بتاتے ہیں کہ قرآن تمہارا نصاب ہے اور یہ دس پرچے ہیں جو تم نے پاس کرنے ہیں اس کے مطابق تمہارا نتیجہ نکلے گا۔ اس کے مطابق تمہیں جزا ملے گی اور اس جزا کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک پختہ اور زندہ تعلق قائم ہو جائے گا جو تمام مسرتوں خوشیوں اور خوشحالیوں کا سرچشمہ ہے اور ایسی جنت تمہیں دی جائے گی جس سے پھر

تم نکلو گے نہیں اور اس رنگ میں تمہیں دی جائے گی کہ جو خواہش بھی تمہارے دلوں میں پیدا ہو گی وہ فوراً پوری کر دی جائے گی یعنی ابھی جزا کا یہ بھی ایک حصہ ہے کہ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ کسی نے سند لے لی پھر کانووکیشن (Convocation) منعقد ہؤا۔ ایک دن خوشی کا بھی منایا۔ لیکن وہ چاہتا ہے کہ فلاں نیا کاروبار ہو اس میں فلاں نوکری مجھے مل جائے لیکن وہ نوکری نہیں ملتی گویا کچھ اسے مل جاتا ہے اور کچھ نہیں ملتا لیکن وہاں کچھ ملے اور کچھ نہ ملے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ یعنی جو خواہش بھی ہو گی وہ پوری ہو جائے گی اور اس خواہش سے مراد نیک خواہش ہے کیونکہ وہاں بری خواہش پیدا ہو ہی نہیں سکتی کہ کسی کی جا کر چوری کرو۔ کیونکہ جس چیز کی چوری کی جاتی ہے وہ تو ایسی ہوتی ہے جسے کوئی شخص کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل نہ کر سکتا ہو۔ کوئی شخص جس کے گھر میں بہترین بیری کا درخت ہے وہ دوسرے گھر سے بیر چرانے نہیں جایا کرتا یہ چیز تو اسے پہلے ہی ہوتی ہے۔ غرض بد خواہش وہاں پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ہر گندی خواہش کسی مجبوری کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور وہاں نیکیوں کے حصول کے لئے، خوشیوں کو پانے کے لئے اور مسرتوں سے حصہ لینے کے راستہ میں کوئی مجبوری نہیں لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ۔

پس

اے میری عزیز بچیو!

جو آج میری مخاطب ہو تمہیں اور ہر اس احمدی کو بھی جس کے کان تک میری یہ آواز پہنچے میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کا دن تمہارے لئے خوشی کا دن ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ ہی صحیح اور حقیقی معنی میں خوش رکھے۔ لیکن یہ نہ بھولو کہ ایک اور دن بھی ہے، جو کانووکیشن (Convocation) سے بہت ملتا جلتا ہے گو اصولی طور پر بہت مختلف بھی ہے اس سے اچھا کوئی اور دن نہیں جس دن فرشتوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ اس دن امتحان میں پاس ہونے کی ہمیشہ جدوجہد کرتی رہو۔ یہ دس پرچے ہو میں نے بتائے ہیں، ان کو سامنے رکھو، ان کے متعلق قرآن کریم نے جو نصاب ہمارے ہاتھوں میں دیا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہو کہ ہم اپنی تمام تدبیروں، کوششوں، استعدادوں اور طاقتوں کے باوجود کچھ بھی نہیں جب تک کہ تیرا فضل ہمارے شامل حال نہ ہو پس

اے ہمارے رب

تو خود ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم تیرے منشاء کے مطابق اپنی زندگیوں کو گذاریں اور وہ دن جس کے متعلق تو نے کہا ہے کہ اس دن فرشتے ملیں گے اور اعلان کریں گے کہ

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

اس دن ہمیں ہاتھ میں ہماری سند ملے ایک غیر منتہی ترقیات اور غیر متناہی لذت و سرور کا سلسلہ ہمیں حاصل ہو اور اس زندگی کا جو مقصد ہے کہ ایک ابدی تعلق تیرے ساتھ پیدا ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول میں ہم اس وقت کامیاب ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم سب سے ایسا ہی سلوک ہو۔

بھدرک سورو (صوبہ اُڑیسہ) میں کامیاب تبلیغی جلسے

رپورٹ مرسلہ مکرم ہارون رشید صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بھدرک

بھدرک مورخہ ۲۴ؔ ۲ بعد نماز مغرب ایک تبلیغی جلسہ بمقام بھدرک زیر صدارت مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے وکیل المال تحریک جدید منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہؤا۔ پہلی تقریر مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی مبلغ سلسلہ نے سوانح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کی۔ موصوف نے طائف، سراقہ بن مالک اور فتح مکہ کے واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور کے عفو و کرم کو نہایت دلنشین پیرائے میں بیان فرمایا۔

بعدہٗ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ نے تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ لوگ peace peace درشانتی شانتی کا نعرہ لگا رہے ہیں لیکن امن نہیں ہوتا۔ جس کی اصل وجہ بعض غلط فہمیاں ہیں جو مولویوں اور پنڈتوں کے غلط پروپیگنڈا کے نتیجہ میں لوگوں کے ذہنوں میں جاگزیں ہو گئیں ہیں اس لئے ہر مذہب و ملت کے لوگ سنی سنائی باتوں پر انحصار رکھنے کی بجائے خود ہی ایک دوسرے کے مذہب و عقائد کا مطالعہ کریں تو غلط فہمیاں آسانی سے دور ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خود احمدیت کا مطالعہ کریں اور قریب سے آکر احمدیوں کی باتیں سنیں۔ چودھویں صدی سے ۸۸ سال گذر گئے نہ مسیح آسمان سے اترا اور نہ مہدی ظاہر ہؤا۔ اور صدی کا ختم ہونے کو صرف بارہ سال رہتے ہیں۔ کم از کم یہ بارہ سال احمدیت میں داخل ہو کر دیکھیں اس عرصہ میں مسیح آسمان سے نازل ہوئے تو واپس ہو جائیں کوئی روک نہیں ورنہ اس پر قائم رہیں۔

سامعین پر تقریر کا بہت اثر ہؤا۔ بالآخر ملک صلاح الدین صاحب ایم اے نے تحریک جدید کی برکات پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مبارک تحریک کے نتیجہ میں اکناف عالم میں احمدیت کی اشاعت ہوئی۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ غیر ممالک میں مساجد بنیں۔ سینکڑوں غیر مسلم اس کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے احباب کو تحریک فرمائی کہ وہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور گذشتہ کی نسبت اضافہ کے ساتھ چندہ تحریک کے وعدے لکھوائیں۔ بالآخر دعا پر جلسہ برخواست ہؤا۔ سامعین کی تعداد جنہیں بغیر از جماعت احباب بھی بکثرت شریک ہوئے تسلی بخش تھی۔ اور لاؤڈ سپیکر کا معقول انتظام کیا گیا تھا۔

سورو میں جلسہ بتاریخ ۲ر اپریل بعد نماز مغرب ایک تبلیغی جلسہ بمقام سورو زیر صدارت ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے وکیل المال تحریک جدید منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کے انعقاد کا اعلان اشتہارات۔ پوسٹر اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ دور دراز تک کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ نہایت عمدہ طور سے آراستہ کیا گیا تھا۔ بجلی کے قمقمے جگمگا رہے تھے۔ اور مقررین کے لئے شامیانہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ بہت سے معزز تعلیم یافتہ ہندو اور غیر احمدی احباب جلسہ میں شریک ہوئے۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے تحریک جدید کی برکات اور اس کے ذریعہ مختلف ممالک میں اشاعت اسلام مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت اور تعمیر مساجد کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو اپنی بڑی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ خاکسار نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند پیشگوئیوں کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو واضح کیا۔ اس کے بعد میاں شمس الحق صاحب نے اڑیہ زبان میں تقریر فرمائی جس میں ہندوؤں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کی کتب سے توحید، عبادت وغیرہ بنیادی مسائل پر اتفاق کا ذکر کر کے ایک دوسرے کے ساتھ رواداری برتنے کے متعلق تلقین فرمائی۔

اس کے بعد طارق احمد صاحب اسٹوڈنٹ بی۔ ایس۔ سی بھدرک کالج نے انگریزی زبان میں ایک عمدہ تقریر کی۔ عزیز نے بتایا کہ اسلام میں دنیا کی موجودہ مشکلات کا کیا حل بتایا گیا ہے اس کے بعد مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی نے اڑیہ زبان میں بعثت انبیاء کی غرض و غایت پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جب لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور دل یقین سے خالی ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو بھیج کر نشانات اور معجزات کے ذریعہ لوگوں کو یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ موصوف نے سری کرشن، رامچندر جی، مہاتما بدھ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سوانح حیات کے واقعات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح باوجود سخت مخالفت کے اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب و کامران فرمایا۔ اور ان کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی طرح موجودہ پرآشوب زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کلنکی اوتار اور مسیح و مہدی کے نام پر بھیجا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ تحقیق حق کر کے انہیں قبول کریں۔

بالآخر مولانا شریف احمد صاحب امینی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ دنیا اس وقت امن امن پکار رہی ہے مگر صرف امن کا نام لینے سے امن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ امن کے صحیح اصولوں پر عمل کرنے سے ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔ آج سے ساٹھ سال

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

صوبہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضلؔ مبلغ علاقہ بہار۔

ادرین بزرگوں کی ہدایت پر خاکسار صوبہ بہار کی جماعتوں کا دورہ شروع کیا۔ ۲۳ ؍مارچ کو بارہ بجے دن خاکسار ادرین پہنچ گیا۔ ادرین میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مقدس صحابی حضرت سید وزارت حسین صاحب موجود ہیں۔ آپ اس خاندان کے آدم بھی ہیں۔

حضرت موصوف کے بیان کے مطابق ۱۹۰۸ء کے بعد آپ اپنے منجھلے بھائی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ ملازمت بھی کرلی۔ تب آپ کے والد صاحب جو احمدی نہیں تھے انہوں نے حضور کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ ہم لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے ان دونوں کو واپس بھجوا دیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ میری طرف سے ان کے والدین کو کہہ دیں کہ یہ لوگ واپس تو ضرور جائیں گے۔ لیکن ابھی انہیں ابھی تو تھوڑے روز ہوئے الاکو آئے ہوئے۔ چند ماہ قیام کے بعد حضور نے دونوں بھائیوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اب جانے کی تیاری کریں حضرت سید وزارت حسین صاحب کی روایت ہے کہ جب حضور نے ہمیں جانے کے لئے ارشاد فرمایا تو اس وقت مولوی محمد علی صاحب بھی موجود تھے۔ مولوی صاحب چونکہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے اور میں ان کے دفتر میں ہی کام کرتا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس موقعہ پر عرض کیا کہ حضور! سید وزارت حسین صاحب چونکہ بہت اچھا کام کرتے ہیں۔ اور مجھے ان سے بہت آرام ملتا ہے اس لئے انہیں روک لیا جائے۔ اس پر حضور نے فرمایا:۔

”مولوی صاحب خود غرضی سے کام نہیں لینا چاہیئے ماں باپ کا بھی حق ہوتا ہے جب ماں باپ نے بلایا ہے تو دونوں جائیں گے“۔

حضرت سید وزارت حسین صاحب کی والدہ محترمہ نہایت نیک سیرت تہجد گذار اور صاحب رؤیا خاتون تھیں۔ اس لئے جب پہلی مرتبہ سید صاحب قادیان سے واپس تشریف لائے تو اسی موقعہ پہ آپ کی والدہ محترمہ نے ایک رؤیا کی بنا، پہ بامرار بیعت کرلی تھی۔

مندرجہ بالا روایت کا ایک مفاد تو یہ ہے کہ والدین کے جذبات کا کس قدر اولاد کو خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کی ایک عجیب تصویر حضور نے ان الفاظ میں دکھلائی ہے۔

دوسرا مفاد یہ ہے کہ حضور نے مولوی محمد علی صاحب کے لئے ”خود غرضی“ کے الفاظ استعمال فرماکر ایک عظیم حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے جو بعدہٗ بعینہٖ پورے ہوگئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو تفسیر صدر انجمن احمدیہ کے زر کثیر کے اخراجات سے تیار کی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر سنائی گئی۔ جب آپ خلافتِ احمدیہ کا انکار کرکے لاہور چلے گئے تو اس تفسیر کو بھی اپنے ساتھ لاہور لے گئے اور پھر اپنے عقائد کی تبدیلی کے ساتھ اس تفسیر میں بھی تبدیلی کرکے اسے شائع کر دیا اور بقول مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی اس تفسیر میں احمدیت کی بجائے سید احمدیت (یعنی سرسید احمد صاحب) در کرنہ تو اسے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالے کیا۔ اور نہ ہی اس انجمن کے سپرد کیا جسے انہوں نے قادیان سے جانے کے بعد قائم کیا تھا بلکہ زندگی بھر اس کی آمد کو ذاتی اغراض پر خرچ کرتے رہے۔ ان فی ذالک لاٰیۃ لاولی النھی۔

مقامِ خلافت حضرت سید وزارت حسین صاحب اس اعتبار سے بھی اللہ تعالےٰ کا ایک نشان ہیں کہ آپ اور آپ کے خاندان کا ایک ایک فرد ہمیشہ خلافت احمدیہ کے ساتھ والہانہ عقیدت کے ساتھ وابستہ رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے موقعہ پر آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک نوجوان تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور وہ تخت بہت اونچی جگہ پر رکھا ہوا ہے آپ نے یہ خواب بھی قبل از وقت مونگھیر کے احمدیوں کو سنا کر اس کی تعبیر بھی بتا دی کہ اس سے پتہ ملتا ہے کہ صاحبزادہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب سریر آرائے خلافت ہوں گے چنانچہ بعدہٗ جب ایسا ہی ہؤا اور مولوی محمد علی صاحب اور منکرین خلافت کی چٹھیاں اور پمفلٹ بھی پہنچے جماعت کے کسی فرد نے بھی اس سے کچھ نہ لیا اور سب کے سب بغیر کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے خلافت حقہ سے وابستہ ہوگئے۔

نظامِ خلافت نظامِ خلافت ایک ایسا مقدس اور پُرامن نظام ہے کہ آج مسلمانوں کا ہر فرقہ اور اس کا سنجیدہ طبقہ چاہتا ہے کہ ہم میں نظامِ خلافت قائم ہو لیکن وہ اس شدید خواہش اور کوشش کے باوجود اس بابرکت نظام سے محروم ہیں۔ کیونکہ مشیتِ الٰہی نے تو اس عظیم الشان مقدس نظام کو جماعت احمدیہ کے وجود میں نہایت پرعظمت انداز میں قائم فرما دیا ہے۔

قرآن کریم کے اسلوب سے بھی یا دونسا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ معین صورت میں اللہ تعالےٰ کی خصوصی تائید و نصرت اس کے انبیار کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نبی اور اس کی خصوصی تائید و نصرت دو لازم و ملزوم حقیقتیں ہیں جن کا ثبوت قرآن کریم کے ہر ہر ورق سے ملتا ہے اور حدیث نبوی نے یہ ثابت ہے کہ مجددین کرام بھی ہر صدی میں تجدید دین کے لئے آتے رہیں گے اور اس حدیث کی صداقت پیشگوئی کے طور پہ ہر صدی میں پوری ہوتی رہی ہے۔ یعنی جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے۔ اس مقدس ترین کتاب سے انبیار کی خصوصی تائید و نصرت صرف خلفار عظام کے ساتھ بتائی گئی ہے۔ چنانچہ خلفار راشدین اولیٰ اور ثانیہ کی تاریخ میں ہمیں قدم قدم پر اس کا مشاہداتی ثبوت ملتا ہے۔

بہرحال سب سے بہتر نائب اللہ تعالیٰ کے انبیار کا ہوتا ہے اور دوسرے نمبر پر خلفار راشدین کا مقام ہوتا ہے جن کا وجود انبیار کرام کے کاموں کی تکمیل کے لئے بطور ضمیمہ کے ہوتا ہے۔ ان دونوں بابرکت وجودوں کا ثبوت ہمیں قرآن کریم سے ملتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اور خلفار راشدین کی سنت سے ہی تمسک کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ خلفاءِ راشدین کے بعد ان مجددین کا وجود بابرکت ہوتا ہے۔ جو ہر صدی کے سر پہ آتے ہیں۔ اگرچہ ان مجددین کا ثبوت ہمیں قرآن کریم سے نہیں ملتا۔ تاہم حدیث قدسی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث سے اپنی کتب میں استدلال بھی فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگرچہ امتی نبی مسیح و مہدی بھی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی آپ اپنی صدی کے مجدد بھی ہیں اسی طرح جب تک نظامِ خلافت قائم رہتا ہے۔ خلیفۂ وقت اپنی صدی کا مجدد بھی ہوتا ہے اور خلیفۂ وقت کی موجودگی میں کسی الگ مجدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فتامل فی ھذا ان کنت من المتاملین۔

پس اللہ تعالےٰ نے نظامِ خلافت کو قائم فرما دیا ہے۔ اب اسے ماننا نہ ماننا اور اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا روئے زمین کے مسلمانوں کا کام ہے۔

ادرین میں فصل کی کٹائی زوروں پر ہونے کی وجہ سے کوئی جلسہ نہ ہوسکا البتہ انفرادی طور پر تبلیغ و تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔

مونگھیر ۲۵ ؍مارچ کو مونگھیر پہنچا۔ احباب جماعت سے ملاقات ہوئی انفرادی تبلیغ و تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔ ۲۹ مارچ کو بعد نماز مغرب محلہ پورب سرائے میں یومِ مسیح موعودؑ منایا گیا۔ احباب جماعت کے علاوہ معتین غیر احمدی بھی اس تقریب میں شریک ہوئے۔ جلسہ گاہ سے کچھ دور ہٹ کر کچھ غیر احمدی جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔ آلہ مکبر الصوت کا بہت اچھا انتظام تھا۔ یہ محلہ سب کا سب مسلمانوں سے آباد ہے اس لئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے پورے محلہ کو وضاحت و تفصیل کے ساتھ پیغامِ احمدیت پہنچا دیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد نسیم صاحب نے خوش الحانی سے کی۔ بعدہٗ عزیزم صدیق احمد امینی نے کلام محمود سے ایک نظم ا ترنم سے پڑھ کر سنائی۔ بعض چھوٹے بچوں نے بھی تلاوت قرآن کریم اور نظمیں سنائیں۔ بعدہٗ خاکسار نے ایک گھنٹہ سے زائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور صداقت کو قرآن کریم اور احادیث، پیشگوئیوں اور حالات حاضرہ کی روشنی میں بیان کیا۔ آخر میں ایسے سیکرٹری عزیز اختر حسین صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور غیر احمدیوں کو جماعت احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ کرنے کی ترغیب دلائی۔

حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہؤا۔ (باقی)

یہ اجلاس صدر جماعت مکرم محمد نعیم احمد صاحب کی زیر صدارت اور مکرم عبد السلام صاحب کے دولت کدہ پر منعقد ہوا۔

خانپور ملکی ۲۷ مارچ کو خاکسار خانپور ملکی پہنچ گیا۔ اس جماعت کے صدر مکرم سید محمد عاشق حسین صاحب اس علاقہ کے مسلم و غیر مسلموں میں نیکی تقویٰ اور خاندانی وجاہت کے اعتبار سے مشہور ہیں۔ ۱۹۳۸ء میں یہاں جماعت قائم ہوئی مسجد احمدیہ بنانے کا سوال تھا۔ تو مبائعین میں چندہ کی تحریک ہوئی۔ لیکن اس میں کامیابی ہوتی دکھائی نہ دی مکرم سید عاشق حسین صاحب کا بیان ہے کہ میرے دل میں بھی آیا کہ جبکہ دوسرے لوگ اس کار خیر کی طرف رخ نہیں کر رہے ہیں تو مجھے زیادہ زور دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اور خود اس وقت میرے پاس وسعت نہ تھی۔ کیونکہ غلہ وغیرہ ان دنوں بہت ارزاں تھا۔ اور نقد روپیہ میرے پاس اتنا نہیں تھا کہ اکیلا مسجد تعمیر کرا دیتا لیکن رات سوتے ہوئے کان میں نہایت پر شوکت اور دل میں اتر جانے والے الفاظ میں بار بار یہ آواز آتی کہ:-

برکت و سلامتی "تم مسجد بناؤ بڑی برکت ہوگی بڑی سلامتی ہوگی، بہت تمہاری مدد ہوگا۔ دیکھو یہ غدا کی آواز ہے۔" کافی دیر تک یہی الفاظ مجھے سنائی دیتے رہے۔ جب میں بیدار ہوا تو مجھ پر ایک لرزہ طاری تھا۔ دن بھر اس معاملہ پر غور کرتا رہا۔ تب دوسری رات کو بھی ایسی ہی آواز آتی رہی، بیداری کے بعد میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ کوئی چندہ دے نہ دے، انشاء اللہ میں خود ہی اس کام کو کروں گا۔ مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر روپے کا انتظام بھی کرتا رہا۔ اور مسجد مکمل ہو گئی۔

یہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے۔ ۱۹۴۶ء میں جو اس علاقہ میں خطرناک فسادات ہوئے بے شمار مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا۔ اس وقت اس مسجد کی "سلامتی" معلوم ہوئی کہ احمدی تو احمدی جو غیر احمدی بھی اس مسجد میں پناہ گزین ہوئے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر سلامت رکھا۔ اور بعد میں بعض مسلمانوں نے بھی بیانات دیئے کہ ہم لوگ جب اس مسجد پر حملہ کرنے گئے تو سفید پگڑیوں والے لمبے لمبے جوان ہمیں دکھائی دیتے تھے جن کے ہاتھوں میں بجلی کی طرح چمکنے والی تلواریں دکھائی دیتی تھیں۔ جس سے مرعوب ہو کر غیر مسلم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان لوگوں کو متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہوں گے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مکرم سید صاحب موصوف اور آپ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے اخلاص و ایمان کے اعتبار سے بھی اور ہر قسم کی علمی اور دنیوی ترقیات کے اعتبار سے بھی بہت برکت عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تسبیح و درود ۲۹ مارچ کو مسجد احمدیہ خانپور ملکی میں خاکسار نے خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ سے کو الف بتاتے ہوئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس نہایت ایمان افروز اور روح پرور تقریر کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیا جس میں حضور نے جماعت کو نو باتوں پر عمل پیرا ہو جانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور آخر میں حضرت اقدس کی عالیہ نہایت پر عظمت تحریک کو پیش کیا جس کے تحت یکم محرم الحرام سے لے کر سال بھر ہر احمدی ہر روز ذیل تسبیح و تحمید اور درود شریف اہتمام سے پڑھنا چاہیئے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی ہے۔ اس میں درود شریف بھی ہے اور تسبیح و تحمید بھی۔

۳۰ مارچ کو مکرم جان علی صاحب وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ خاکسار نے پڑھائی۔ بعد ازیں مقامی قبرستان میں مرحوم کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ موصوف نے بھی غالباً ۱۹۳۸ء میں ہی بیعت کی تھی۔ مکرم سید عبد الجبار صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ مونگھیر اور مکرم سید محمد سلیمان صاحب آف مونگھیر آپ کے داماد ہیں۔ مرحوم کے پسماندگان دو لڑکے چار لڑکیاں اور ایک بیوہ ہیں۔ سب اولاد شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ تقریباً پچھتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمادے۔ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

بعد نماز مغرب متصل مسجد احمدیہ جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ صدارت صدر جماعت مکرم سید عاشق حسین صاحب نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی بعد ازاں مکرم اختر حسین صاحب اور جناب محمود الحسن صاحب نے خوش الحانی سے درثمین کی دو نظمیں پڑھیں۔ صدر محترم نے جلسہ کی غرض و غایت بتائی۔ خاکسار نے دو گھنٹہ تک بعثت و صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر حاضرین سے خطاب کیا۔ خصوصی عقائد و نشانات کے علاوہ آخر میں تربیتی پہلو پر بھی روشنی ڈالی۔ اور حضرت اقدس کی عالیہ تحریک ورد و تسبیح و تحمید کی تعہد و اہتمام کرنے کے لئے بھی تلقین کی۔ یہ جلسہ ٹھاکر باڑی کے پاس ہونے والا تھا۔ وہاں غیر احمدیوں کی اکثریت ہے۔ محرم کا چاند دکھائی دینے کی وجہ سے وہاں ڈھول اور تماشے بجنے کا اہتمام ہو رہا تھا۔ اسی لئے ہم لوگوں نے احمدیہ محلہ میں ہی جلسہ کیا۔ لاؤڈ سپیکر کا بہت اچھا انتظام تھا جلسہ کی کارروائی جونہی شروع ہوئی غیر احمدیوں نے شرافت سے کام لیتے ہوئے ڈھول پیٹنا اور تماشے بجانا بند کر دیا۔ پوری بستی میں جلسے کی کارروائی گونجتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں احمدیت کی صداقت کے بڑے بڑے نشان ظاہر فرمائے ہیں۔ اب بظاہر مخالفت نہیں ہے۔ لیکن ابھی تک غیر احمدی جو بہت بڑی تعداد میں یہاں موجود ہیں، احمدیت کو قبول نہیں کر رہے ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جلد از جلد احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدارتی تقریر اور دعا کے بعد اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سورو میں تبلیغی جلسہ

(بقیہ صفحہ ۸)

قبل بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے ایک دن قبل ہندوستان کی مختلف اقوام کے نام ایک پیغام دیا تھا جو ایک مطبوعہ رسالہ کی صورت میں "پیغام صلح" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ نے یہ اصول پیش فرمایا تھا کہ اگر ملک میں پائیدار امن قائم کرنا ہے اور ایک دوسرے سے رواداری برتنی ہے تو اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کو چاہیئے کہ دوسرے مذہب کے بھی پیشوا یا اوتار کی عزت کریں۔

جماعت کے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ لوگ چونکہ احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ نہیں کرتے احمدیوں کی باتیں نہیں سنتے۔ مولویوں سے غلط سلط باتیں سن کر ایک رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اور طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتے ہیں کہ جن کے نتیجہ میں باہمی اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ قریب سے جماعت کا مطالعہ کریں تو ان کی غلط فہمیاں آسانی کے ساتھ دور ہو سکتی ہیں۔

الغرض حاضرین پر تقریر کا بہت ہی اچھا اثر ہوا۔

درخواست دعا

مکرم غلام حیدر صاحب تیکہ دکاندار کوریل کو بیس اکیس سال بعد اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے نوازا ہے۔ جملہ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، خادم دین، صحت و سلامتی والا اور خوش بخت بنائے۔ آمین۔

مکرم غلام حیدر صاحب نے اس خوشی میں پچیس روپے درویش فنڈ میں بھجوائے ہیں۔

خاکسار ضیاء الرحمٰن سیکرٹری مال
جماعت احمدیہ آسنور و کوریل

دعائے مغفرت

خاکسار کے والد مکرم احمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل جو عرصہ چار ماہ سے فالج سے بیمار تھے، مورخہ ۱۴ مارچ بروز جمعرات دن کے ۱۲ بجے رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ ۱۵ مارچ بروز جمعہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حیدر آباد میں احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے قادیان میں ہی تعلیم پائی تھی میٹرک پاس کرنے کے بعد مولوی فاضل کے کورس کی تکمیل کی۔ آپ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم یادگیری کے ہم جماعت تھے۔ بوقت وفات مرحوم بحیثیت انسپکٹر آبکاری کارگزار تھے۔ پسماندگان میں ۷ لڑکے اور بیوی ہے

[illegible]

نئے مالی سال کا آغاز

(اداریہ)

احباب جماعت کی ذمہ داری

یکم مئی ۱۹۶۸ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے اور جملہ جماعتوں کو اُن کے ذمہ گذشتہ مالی سال کے بقایا اور بجٹ کی پوزیشن سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ جماعتوں کی کافی تعداد ایسی ہے جن کے ذمہ گذشتہ مالی سال کے چندوں کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ اور بعض جماعتوں کی وصولی ان کے ذمہ واجب الادا بجٹ کے مقابل پر بہت کم ہوئی ہے۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے متوقع بجٹ کے مطابق اخراجات جاری رکھنے بہرحال ناگزیر ہوتے ہیں اس لئے وصولی لازمی چندہ جات میں جس قدر کمی رہ گئی ہے۔ اسی قدر خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان زیر بار ہؤا ہے۔ اخراجات کے مقابل پر چندہ جات کی آمد میں بدستور کمی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مزید مقروض ہو کر غیر معمولی مالی مشکلات سے دو چار ہونا پڑے گا یا پھر انجمن کو بعض ضروری کام بند کرنے پڑیں گے اور یہ ہر دو صورتیں ترقی کرنے والی روحانی جماعتوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا موجب بن سکتی ہیں۔

اس زمانہ میں تبلیغ واشاعت اور اسلام کے روحانی غلبہ کا جو عظیم کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہؤا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھتے ہوئے مالی قربانی میں اپنا قدم آگے بڑھائے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے۔ اس زمانہ میں مالی قربانی کو خدمت دین کا نصف حصہ قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

اس وقت جماعت میں ایک خاص تعداد بے شرح اور بقایا دار احباب کی ہے اگر وہ اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کرتے ہوئے اس بات کا عزم کریں کہ آئندہ وہ باقاعدہ باشرح چندہ ادا کریں گے۔ اور اپنے ذمہ بقایا کی رقوم بھی موجودہ مالی سال میں ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے تو جماعت کی مالی مشکلات بہت کافی حد تک کم ہو سکتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے؟"

نیز آپ فرماتے ہیں کہ:-

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا تعالیٰ کے لئے اور دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دیگا مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔"

جملہ احباب جماعت اور عہدیداران اور مبلغین صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ چندہ جات کی ادائیگی کے متعلق مندرجہ بالا ارشادات کو مستحضر رکھتے ہوئے اپنی جدوجہد اور کوشش کو زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنا کر زندہ شناسی کا ثبوت دیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔ تا کہ نئے شروع ہونے والے مالی سال میں سو فی صدی بجٹ اور بقایا ۴۴ ۔ کی وصولی ممکن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ سب کو اس کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر رہے آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

وصایا

نوٹ:- منظوری سے قبل وصیتیں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی وصیت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۸ ۱۳۷۱ - امینہ بی بنت شہاب الدین قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۔ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن سوروب ڈاکخانہ خاص ضلع شیموگہ میسور سٹیٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹/۳/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری غیر منقولہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں البتہ میرے پاس نقد کچھ روپیہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ مجھے میرے فرزند عزیزم محمد عثمان صاحب کی طرف سے ماہوار پانچ روپیہ بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ اپنا مہر اپنے خاوند مرحوم کو معاف کر چکی ہوں۔ میں اس نقد رقم کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور جیب خرچ مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر کوئی اور جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ المرقوم ۲۹/۳/۶۸

الامتہ امینہ بی موصیہ

گواہ شد محمد عثمان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سوروب۔

گواہ شد حکیم محمد دین عفی عنہ مبلغ سلسلہ احمدیہ بنگلور ۔ گواہ شد عبد الرحمٰن سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سوروب۔

وصیت نمبر ۱۹ ۱۳۷۱ ۔ زینب بی زوجہ ایم محمد عثمان صاحب قوم [illegible] پیدائشی احمدی ساکن سوروب۔ ڈاکخانہ خاص ضلع شیموگہ میسور [illegible] ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹/۳/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ میرے پاس طلائی ہار ایک عدد۔ اور ایک ایر رنگ ہر دو تین تولہ ہیں جن کی موجودہ قیمت پانچ صد روپیہ ہے۔ میرا مہر ۲۵۰/- روپیہ [illegible] واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ جیب خرچ کے طور پر مجھے پانچ روپیہ ماہوار اپنے شوہر کی طرف سے ملتے ہیں۔ خاکسار مندرجہ بالا زیور اور مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان کرتی ہے۔ نیز جو رقم جیب خرچ کے طور پر ملتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انشاء اللہ ماہ بماہ ادائیگی کر کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ فقط المرقوم ۲۹/۳/۶۸

الامتہ زینب بی۔

گواہ شد عبد الرحمٰن سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سوروب۔ گواہ شد ایم محمد عثمان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سوروب۔ حکیم محمد دین مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بنگلور

چندہ اخبار بدر ختم ہے!

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ مئی ۱۹۶۸ء تک کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں رقم بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ اخبار اُن کے نام جاری رہ سکے۔ اگر اُن کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو مزید اشاعتوں کی انتظار کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار بدر کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرماویں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر ۱۰۱۹ - ریاض احمد صاحب
نمبر ۱۰۸۹ - ایم۔ کے یوسف حسین صاحب
نمبر ۱۰۹۳ - نورالدین الہ دین ابراہیم صاحب
۱۰۹۶ - ایس۔ اے رفیع اللہ صاحب
۱۰۷۳ - حافظ یاسین صاحب
۱۰۵۰ - منشی ظفر الاسلام صاحب
۱۰۹۷ - مرزا ظہیر بیگ صاحب
۱۱۴۳ - ایس دستگیر صاحب
۱۱۴۴ - محمد عبدالعزیز صاحب
۱۱۰۸ - خواجہ غلام محمد صاحب
۱۱۶۲ - شیخ محمد رفیق صاحب
۱۱۹۶ - مسز ایم۔ ایس لسا صاحبہ
۱۱۹۸ - ولی محمد صاحب
۱۱۱۱ - منظور احمد صاحب آئی۔ پی۔ ایس۔
۱۱۹۳ - ایم عثمان صاحب
۱۱۴۵ - ایس۔ ایم صالح صاحب
۱۲۲۰ - عبدالرحمن صاحب پنشنر
۱۲۵۱ - شیخ علی ظہیر صاحب
۱۲۲۶ - پیر محمد ابراہیم صاحب
۱۲۳۶ - مولوی محمد یوسف صاحب
۱۲۲۵ - ایم۔ اے رحمان صاحب
۱۲۵۴ - احمد عبدالرشید صاحب
۱۲۷۹ - سید محمد یونس صاحب
۱۲۰۶ - محمد شفیع صاحب
۱۲۰۷ - عبدالستار خان صاحب
۱۲۰۸ - نورالدین صاحب وکیل
۱۲۱۰ - ہندوستان پیپر مارٹ
۱۲۶۴ - عبدالغنی صاحب
۱۴۰۰ - پروفیسر مبارک احمد صاحب
۱۴۲۲ - شیخ داؤد احمد صاحب ہزاری
۱۴۰۸ - سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ
۱۴۸۸ - محمد معین الدین صاحب
۱۴۹۳ - مصلح الدین صاحب
۱۴۹۴ - ارشاد برادرز
۱۴۹۵ - مبارک سٹور
۱۵۸۸ - سید بشیر الدین صاحب
۱۵۹۰ - منور علی صاحب
۱۶۰۰ - سید یعقوب الرحمن صاحب
۱۶۰۷ - شیخ فضل الحق صاحب
۱۶۱۲ - انچارج بیٹری فیکٹری
۱۶۷۷ - احمد حسین صاحب
۱۶۷۰ - حامد حسین صاحب
۱۶۰۹ - سید حمیدالدین صاحب
۱۷۶۵ - مسٹر بشیر احمد صاحب
۱۷۷۹ - صلاح الدین صاحب
۱۷۸۴ - محمد شریف خان صاحب
۱۸۱۳ - عبدالحمید صاحب
۱۸۱۵ - غلام مصطفیٰ صاحب
۱۸۱۶ - غلام رسول صاحب
۱۸۲۸ - لیڈی ڈاکٹر فہمیدہ عظمت صاحبہ

منقولات

سری نگر میں یسوع مسیح کی قبر حکومت کشمیر نے تحقیقات کیلئے

پندرہ ہزار روپے منظور کئے

سری نگر کو عیسائیوں کی بین الاقوامی زیارت گاہ بنانے کی تجویز

سری نگر، ۱۶ اپریل سٹاف رپورٹر۔ شہر میں مسیحی مذہب کے بانی یسوع مسیح کی قبر کی موجودگی نے اب ایک بین الاقوامی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ حکومت کشمیر نے اسی بات کے پیش نظر پندرہ ہزار روپے کی ابتدائی رقم اس بات کے لئے منظور کی ہے تاکہ اس قبر کی موجودگی کے متعلق تاریخی شواہد اور ثبوت ایک مستند کتاب کی شکل میں شائع کئے جائیں۔ یہ روپیہ محکمہ ریسرچ میں جمع کروا دیا گیا ہے اور امکان ہے کہ موجودہ مالی سال میں اس غرض کے لئے ایک بڑی رقم اور وقف کر دی جائے گی۔ اطلاع کے مطابق حکومت بین الاقوامی اور ملکی ماہرین کی ایک سرکردہ کمیٹی کو اس سلسلے میں چھان بین کا کام سونپ رہی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان کے انکشاف کے بعد کہ یہ قبر سری نگر میں ہے۔ مغربی ممالک میں اس بارے میں زبردست دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اطلاع کے مطابق امریکی اور برطانوی کئی دستوں نے اس سلسلے میں حکومت ہند سے صورت حال کو واضح کرنے کی درخواست کی ہے۔ خیال ہے کہ مسیحی دنیا کے عالموں کا ایک وفد جلد ہی سری نگر آئے گا۔ اگر ثبوت وغیرہ فراہم ہو گئے۔ تو سری نگر کو حیثیت کی ایک بین الاقوامی زیارت گاہ بنانے کی تجویز پر سنجیدگی سے غور ہو گا۔ تاکہ ہر سال یہاں لاکھوں عیسائی اس قبر کی زیارت کے لئے آئیں۔

(روزنامہ آفتاب سری نگر، ۱۸ اپریل ۱۹۶۸ء شمارہ)

نئی چٹیں چھپ رہی ہیں

اپنا پتہ درست کرا لیں

خریداران بدر کے نام کی چٹیں زیر طباعت ہیں۔ اگر کسی دوست نے اپنا پتہ تبدیل کرنا ہو تو چٹ نمبر کا حوالہ دیتے ہوئے انگریزی میں مکمل و صاف و خوشخط پتہ لکھ کر مینیجر اخبار بدر کو جلد بھجوا دیں یا اگر کسی دوست نے نیا پرچہ جاری کرانا ہو تو وہ بھی آٹھ روپے چندہ سالانہ بھجوا کر مکمل اور صاف خوشخط پتہ انگریزی میں لکھ کر مطلع فرما دیں۔

نوٹ۔ اگر کسی دوست کو اخبار نہیں مل رہا تو وہ بھی اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔

(مینیجر بدر)

۱۸۲۵ - مولوی محمد نسیم صاحب
۱۸۲۹ - سیٹھ ایچ۔ ایم نورانی صاحب
۱۸۲۶ - قریشی محمد کریم صاحب
۱۸۳۶ - مجاہد بیر صاحب کشمیری
۱۸۳۷ - منظور احمد صاحب
۱۸۷۸ - تقدیر احمد صاحب
۱۸۲۲ - محمود احمد صاحب
۱۸۲۵ - محمود احمد صاحب
۱۸۴۱ - مولوی احمد دین صاحب
۱۸۴۲ - عبدالوہاب صاحب
۱۸۴۳ - ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب
۱۸۵۲ - ڈاکٹر مبارک احمد صاحب
۱۸۴۵ - شیخ دوست محمد صاحب شمس
۱۹۴۶ - ایم۔ اے ستار صاحب
۱۹۴۷ - سید سرفراز حسین صاحب